عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | ۳ تا ۱۱ر شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ر مئی ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۲۰

اغیار کے اطوار کا فتنہ

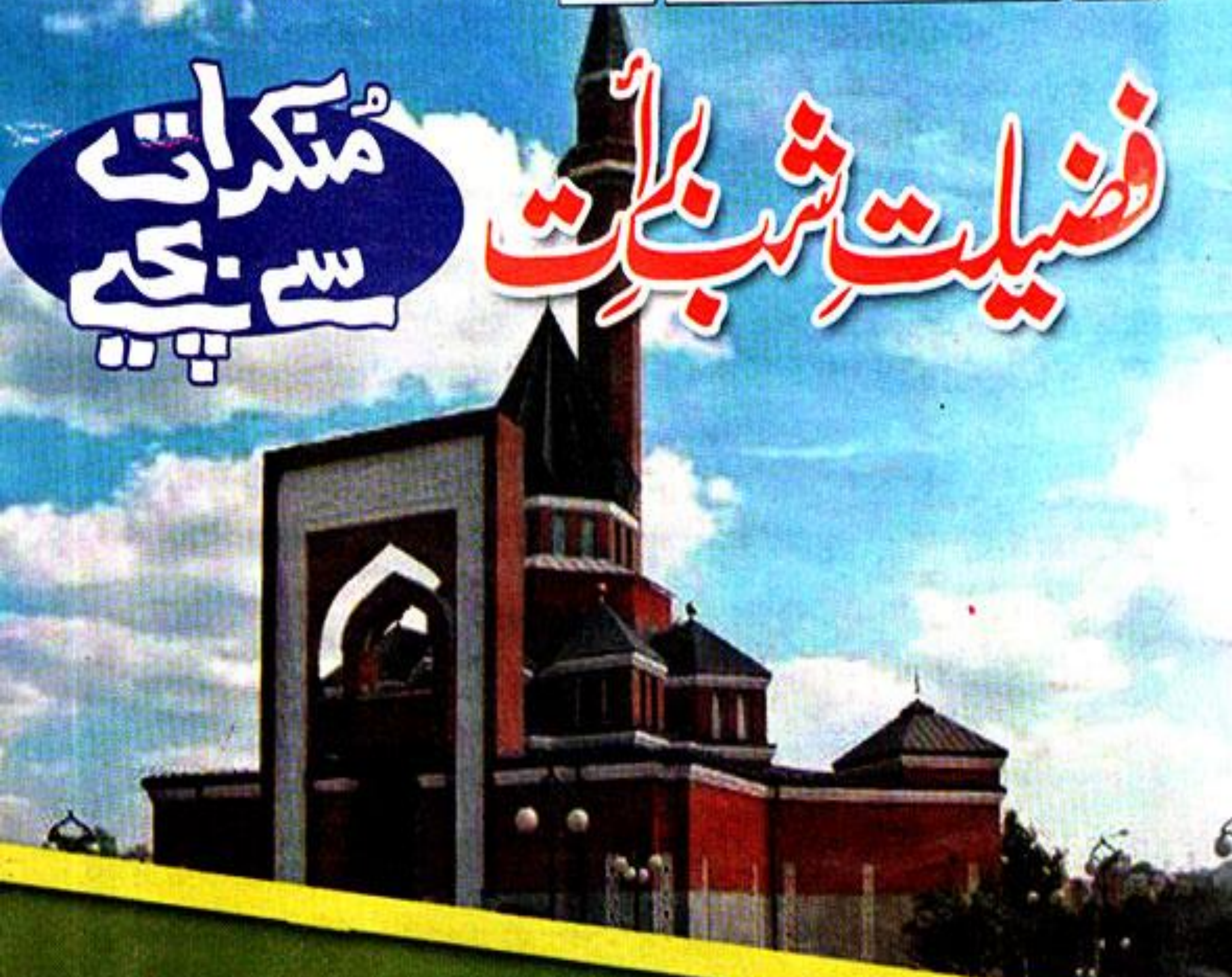

فضیلتِ شبِ برأت

منکرات سے بچیے

قادیانی پروپیگنڈا

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

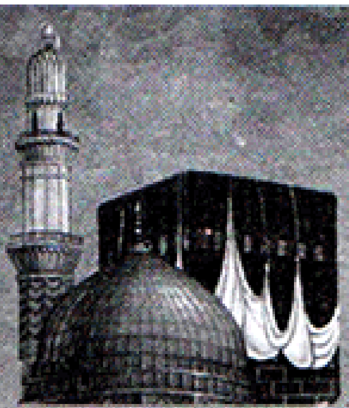

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

منت کے روزوں کے بجائے کفارہ دینا درست نہیں

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... میں نے منت مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں ایک مہینے کے روزے رکھوں گی۔ اللہ کے فضل سے وہ کام ہوگیا، لیکن اب میں روزے رکھنے کی ہمت نہیں کر پا رہی۔ کیا اس کے بجائے میں روزوں کا کفارہ دے سکتی ہوں؟ اگر کفارہ دینا صحیح ہے تو ایک روزے کے بدلے کتنا کفارہ ہوگا؟

ج:...... آپ نے جس مقصد کے لئے روزہ رکھنے کی منت مانی تھی چونکہ وہ مقصد اور کام پورا ہوگیا ہے، اس لئے آپ کے ذمہ اپنی منت کو ہی پورا کرنا ضروری ہے، یعنی ایک ماہ کے روزے رکھنا۔ اس لئے اگر آپ نے منت مانتے وقت مسلسل ایک ماہ کے روزے رکھنے کی نیت کی تھی، کسی ماہ کو متعین کئے بغیر تو آپ پر مسلسل ایک ماہ کے روزے پورے کرنا واجب ہوگیا۔ آپ کسی بھی وقت شروع کرسکتی ہیں اور اس کے بعد مسلسل تیس روزے رکھ کر منت پوری کرلیں۔ اور اگر آپ نے مطلقاً روزے رکھنے کی نیت کی تھی تو اب وقفہ وقفہ سے ۳۰ روزے رکھ سکتی ہیں اور جب تک روزہ رکھنے کی استطاعت ہے روزے رکھنا ضروری ہے، اس کا فدیہ دینا صحیح نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسا مرض لاحق ہو کہ روزہ بالکل ہی نہ رکھ پائیں اور اس مرض سے دوبارہ صحتیاب ہونے کی امید بھی نہیں تو ایسی صورت میں روزوں کا فدیہ دینا درست ہوگا۔ ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۃ الفطر کی مقدار برابر ہے یعنی دو سیر گندم یا اس کی قیمت۔

کام ہونے سے پہلے منت پوری کرنے کا حکم

س:...... اگر کوئی شخص منت مانے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے نفل پڑھوں گا یا روزے رکھوں گا یا صدقہ خیرات کروں گا اور کام ہونے سے پہلے ہی وہ اپنی منت پوری بھی کردے تو کیا یہ درست ہے؟ یا کام ہونے کے بعد دوبارہ منت پوری کرے؟

ج:...... منت چونکہ کام پورا ہوجانے کے ساتھ مشروط تھی، اس لئے جب تک کام نہ ہو منت واجب نہیں ہوگی، اس لئے اس کا ادا کرنا بھی صحیح نہیں ہوگا اور منت ماننے والا بری الذمہ نہیں ہوگا۔ جب مقصد حاصل ہوجائے تب منت کا پورا کرنا ضروری ہوگا، لہٰذا اگر کام ہونے سے پہلے ہی منت پوری کردی تو اس کا اعتبار نہیں، کام ہوجانے کے بعد دوبارہ منت کو پورا کرنا لازم ہوگا۔

نابالغ کے لئے منت کو پورا کرنا ضروری نہیں

س:...... ایک دس کا بچہ اگر منت مانے کہ اگر میں اسکول میں پاس ہوگیا تو تین روزے رکھوں گا اور ۱۰۰ روپے صدقہ کروں گا اور وہ اچھے نمبروں سے پاس ہوجائے تو کیا والدین کے لئے اس کی منت کو پورا کرنا لازم ہوگا؟ یا بالغ ہونے کے بعد وہ خود پورا کرے؟

ج:...... نابالغ بچہ شرعی احکام کا مکلف نہیں ہوتا، اس لئے اس کی مانی ہوئی منت کو پورا کرنا والدین کے ذمہ یا خود اس بچے کے ذمہ بھی واجب نہیں۔ کیونکہ شرعاً اس کی منت کا کوئی اعتبار نہیں۔ نہ ہی بالغ ہونے کے بعد اس کے لئے اپنی منت کو پورا کرنا ضروری ہوگا۔

ترکہ کی تقسیم

محمد عارف، کراچی

س:...... ہمارے دادا کا انتقال ہوا ہے، جن کی ملکیت میں ایک بلڈنگ تھی۔ گزارش عرض یہ ہے کہ ہماری یہ بلڈنگ ۷۳ لاکھ روپے میں بک گئی ہے۔ قرآن و حدیث کے مطابق اس کے ۱۱ عدد وارث ہیں۔ پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں اور ایک بیوہ ہیں۔ برائے مہربانی آپ ان سب کے الگ الگ حصے بتادیں۔

ج:...... مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کو شرعاً ایک سو بیس حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے پندرہ حصے مرحوم کی بیوہ کو اور چودہ چودہ حصے مرحوم کے ہر ایک بیٹے کو اور سات سات حصے مرحوم کی ہر ایک بیٹی کو ملیں گے۔ کل رقم ۷۳ لاکھ روپے کو ۱۲۰ حصوں میں تقسیم کرنے سے بیوہ کو نو لاکھ بارہ ہزار چار سو نناوے روپے، اور ہر ایک بیٹی کو چار لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو تینتیس روپے، اور ہر ایک بیٹے کو آٹھ لاکھ اکیاون ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپے ملیں گے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوّت
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۴ — ۲۳ تا ۱۱ ر شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ رمئی ۲۰۱۵ء — شمارہ: ۲۰

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانی پروپیگنڈا	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
فضیلت شب براءۃ... منکرات سے بچئے!	۶	مولانا مشتاق احمد عباسی
اپنے اکابر پر اعتماد... کامیابی کی کلید	۹	مولانا محمد اسماعیل ریحان
اغیار کے اطوار کا فتنہ	۱۱	مفتی جعفر حسین قاسمی
صوابی اجتماع ختم نبوت کی رپورٹ	۱۴	فیضان الحق شاہ منصوری
حضرت مہدی علیہ الرضوان......(۷)	۱۶	حافظ عبیداللہ
ختم نبوت کانفرنس، حیدرآباد	۱۹	مولانا قاضی احسان احمد
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۴۹)	۲۲	سعود ساحر
جاوید احمد غامدی... سیاق وسباق کے آئینہ میں! (۱۰)	۲۶	مولانا فضل محمد مدظلہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

قادیانی پروپیگنڈا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ہفت روزہ ختم نبوت کی کاپی تیار تھی، مولوی محمد قاسم سلمہ نے کہا کہ ہفت روزہ کا اداریہ لکھنا باقی ہے، حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم العالیہ کا مضمون بنام ”قادیانی پروپیگنڈا“ بھی پڑھنے کے لئے سامنے رکھ دیا، جو ۲۸/اپریل ۲۰۱۵ء کو روزنامہ اسلام میں شائع ہوا، جی میں آیا کہ اسے ہی ہفت روزہ کا اداریہ بنادیا جائے۔ لہٰذا افادۂ عام کی غرض سے یہ مضمون قارئین ہفت روزہ ختم نبوت کی نذر کیا جاتا ہے:

”قادیانیوں کی نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ کے پریس سیکشن کی طرف سے ۲۰۱۴ء کے حوالہ سے شائع کی جانے والی ایک رپورٹ اس وقت ہمارے سامنے ہے جو مجلس احرار اسلام کے سیکریٹری جنرل جناب عبداللطیف چیمہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ دو درجن سے زائد صفحات پر مشتمل اس رپورٹ میں سال گزشتہ کے دوران پاکستان کے اردو اخبارات میں قادیانیوں کے بارے میں شائع ہونے والی خبروں، بیانات اور رپورٹوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان کے اخبارات قادیانیوں کے خلاف بہت زیادہ خبریں شائع کرتے ہیں جو ان کے بقول اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔ اور ان کے خیال میں ایسا اس مذہبی دباؤ کی وجہ سے ہوتا ہے جو پاکستانی معاشرہ میں قادیانیوں کے خلاف مسلسل موجود رہتا ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رپورٹ شائع کرنے کا مقصد اس خودساختہ مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے سوا کچھ نہیں ہے، جس کا روپ قادیانی جماعت نے عالمی سطح پر ایک عرصہ سے دھار رکھا ہے اور جس کے ذریعہ وہ اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہنے کے ساتھ ساتھ اسلام اور پاکستان کے خلاف سرگرم عمل بین الاقوامی اداروں کی توجہ اور ان سے مفادات حاصل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، ورنہ ملک کی کوئی بھی سیاسی یا دینی جماعت اس قسم کا سروے کرکے اپنے خلاف شائع ہونے والی خبروں اور بیانات کے اعداد و شمار پیش کرسکتی ہے بلکہ بہت سی جماعتیں ایسی موجود ہیں جو اپنے وجود کا احساس دلانے اور توجہ حاصل کرنے کے لئے یہ طرز اختیار کرلیں تو ان کی سالانہ رپورٹ اس رپورٹ سے کئی گنا بڑی بھی ہوسکتی ہے۔

ویسے عمومی تناظر میں بھی دیکھا جائے تو اس شکایت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ہمارے خلاف اخبارات میں خبریں کیوں شائع ہوتی ہیں اور ہمارے خلاف بیانات اخبارات کی زینت کیوں بنتے ہیں؟ جب کوئی شخص یا گروہ پبلک کے سامنے آئے گا تو اسے تنقید کا نشانہ بھی بننا پڑے گا اور اعتراضات بھی سننا پڑیں گے۔ اگر کسی جماعت کے نزدیک اس کی باتیں اور حرکات وحی الٰہی پر مبنی ہیں اور تنقید سے بالاتر ہیں تو اس کا تعلق اس کے داخلی ماحول سے ہے۔ اگر باہر کے لوگ بھی ان کی یہ حیثیت تسلیم کرلیں تو سرے سے کوئی جھگڑا ہی باقی نہیں رہ

جاتا، جبکہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمانوں کا تنازع ہی اس بات پر ہے کہ قادیانی حضرات اپنی بہت سی باتوں اور کارروائیوں کی بنیاد وحی الٰہی کو قرار دیتے ہیں، جسے دنیا کا کوئی بھی مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، اس لئے کہ ملت اسلامیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی ونبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے اور جو شخص بھی نبوت ووحی کا دعویٰ کرے یا اس کے اس دعوے کو قابل قبول سمجھے، اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر یہ کہنا کہ ہمارے خلاف خبریں اور بیانات کیوں شائع ہوتے ہیں، اسے باقاعدہ رپورٹ کی صورت میں تقسیم کرنا اور بین الاقوامی اداروں کو اس کے ذریعہ گمراہ کرنے کی کوشش کرنا بجائے خود اخبارات پر منفی دباؤ ڈالنے اور ان پر اثر انداز ہونے کی بھونڈی صورت ہے جو پریس کی آزادی کے عالمی تصور کے بھی منافی ہے۔

جہاں تک خبروں اور بیانات کے سچے یا جھوٹے ہونے کی بات ہے، اپنے خلاف شائع ہونے والی کسی خبر یا بیان کو صحیح تسلیم کا عام طور پر رجحان موجود نہیں ہے۔ جس شخص یا جماعت کے خلاف کوئی خبر یا بیان شائع ہوتا ہے وہ اسے غلط ہی کہتا ہے اور اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اسی طرح کی تاویلیں کرتا ہے، جس قسم کی تاویلوں کا قادیانی جماعت سہارا لیا کرتی ہے، البتہ قادیانی گروہ کا یہ امتیاز واضح ہے کہ دوراز کار تاویلوں اور تحریف میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے اور موجودہ دور میں اسے ان معاملات میں سب پر سبقت حاصل ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے بارے میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے جو متفقہ فیصلہ کیا تھا اور پوری ملت اسلامیہ کے اس اجماعی فیصلے کو دستور پاکستان کا حصہ بنا دیا تھا کہ قادیانی گروہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کے وہ فوائد سامنے نہیں آئے جو رپورٹ مرتب کرنے والوں کے خیال میں حاصل ہونے چاہئے تھے۔ ہمارے خیال میں بات ایسی نہیں ہے بلکہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس تاریخی فیصلے نے پوری دنیا کو قادیانیوں کی اصل حیثیت سے متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے جس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ قادیانی جماعت پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتی ہے جو امریکا میں یہودیوں نے حاصل کر رکھی ہے، اس کی راہ میں بھٹو مرحوم ہی کی زیر قیادت ۱۹۷۴ء کے اس تاریخی دستوری فیصلے نے ناقابل عبور دیوار کھڑی کر دی ہے اور اسی پر قادیانی گروہ اور اس کے عالمی سرپرستوں کے تلملاہٹ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

قادیانیوں کا اصل المیہ یہ ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد اور متفقہ موقف سے صریح انحراف کرتے ہوئے بھی زبردستی مسلمان کہلانے پر بضد ہیں اور پاکستان کے دستور کے واضح فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے بلکہ اس کے خلاف عالمی سطح پر مسلسل مہم جوئی کے باوجود اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ انہیں ملک کا باغی نہ کہا جائے اور انہیں وہ تمام خود ساختہ حقوق اور مراعات غیر مشروط طور پر دی جائیں جو وہ دستور وقانون اور اصول واخلاق کے علی الرغم طلب کر رہے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

امریکا کے شہریوں کا کوئی گروہ امریکی دستور کو ماننے سے انکار کر کے اس کے خلاف بین الاقوامی سطح پر مورچہ بندی کا ماحول قائم کرلے اور پھر اس بات کا بھی تقاضا کرے کہ اسے امریکا میں وہ تمام مراعات حاصل ہوں جو محب وطن امریکیوں اور دستور وقانون کی پاسداری کرنے والے شہریوں کو میسر ہیں تو یہ آخر کیسے ہو سکتا ہے؟

قادیانی گروہ کے ارباب حل وعقد کو مسلمانوں سے اس طرح کی شکایتیں کرنے کی بجائے اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہئے اور اپنی اس ہٹ دھرمی پر نظر ثانی کرنی چاہئے جو وہ مسلمانوں کے اجماعی عقائد سے منحرف ہو کر مسلمان کہلانے اور پاکستان کے دستور کو چیلنج کر کے خود ساختہ حقوق حال کرنے کے لئے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے سوا اس مسئلہ کا کوئی اور حل نہیں ہے اور قادیانیوں کو جلد یا بدیر بہر حال اسی بات پر آنا ہوگا۔"

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فضیلت شبِ براۃ... منکرات سے بچیے!

مولانا حافظ صوفی مشتاق احمد عباسی

ماہ شعبان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں لیلۃ البراۃ کی رات ہے، قرآن پاک میں اس بابرکت رات کا ذکر اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتے ہیں:

"حٰمٓ ○ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ ○ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ○ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ ○ أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○" (الدخان:۱تا۵)

ترجمہ: "حٰم، قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) ایک برکت والی رات میں اُتارا ہے، ہم آگاہ کرنے والے تھے، اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہوکر طے کیا جاتا ہے۔ بے شک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنانے والے ہیں۔"

تشریح: اس آیت میں برکت والی رات سے مراد شعبان کی پندرھویں رات ہے، جس کو لیلۃ البراۃ کہتے ہیں، (عکرمہؒ بروایت ابن جریر)۔ اس آیت سے اس رات کا بابرکت و مقدس ہونا معلوم ہوگیا۔

ا:... اس کے چاند کو بہت اہتمام سے دیکھنا چاہئے۔ پندرھویں شب کو عبادت کرنی چاہئے اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا خلاف اولیٰ ہے تاکہ ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے لئے ضعف وکمزوری نہ ہوجائے۔ یوم شک میں روزہ رکھنا منع ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ماہ شعبان کے چاند کی شمار رکھو رمضان کے لئے، اس لئے کہ جب ماہ شعبان کی تاریخ صحیح ہوگی تو رمضان کے چاند میں اختلاف نہ ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ کے چاند کا جتنا خیال فرماتے تھے اتنا کسی ماہ (کے چاند) کا خیال نہ فرماتے تھے۔ (ابوداؤد)

فضیلت شب براۃ:

حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات ہو تو عبادت کے ساتھ بیدار رہو اور اس کے دن کا روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات غروب آفتاب کے وقت ہی سے آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہے کوئی مغفرت و بخشش کا خواستگار کہ میں اس کو بخش دوں؟ کوئی روزی کا طلب گار ہے کہ میں اس کو روزی دوں؟ کوئی ہے مصیبت زدہ کہ میں اس کو عافیت دوں (جب وہ عافیت کی دعا مانگے)؟ صبح صادق تک اسی طرح اعلان رحمت ہوتا رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۱۵، بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

"اللھم انی اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذبک منک جل وجھک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔" (بیہقی)

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیرے عتاب سے تیری عافیت کی پناہ مانگتا ہوں اور تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے پناہ کا خواستگار ہوں، تیری شان واضح ہے، میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتا جیسے تو اپنی تعریف خود کرسکتا ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ صبح کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دعا کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہؓ! اس کو سیکھ لے اور دوسروں کو سکھادے اور اسے سجدہ میں بار بار پڑھ۔"

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات یہ دعا سجدہ سے اٹھ کر مانگی:

"اللھم ارزقنی قلباً نقیاً من الشرک بریا لا کافرا و لا شقیاً۔"

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے صاف و پاک دل عطا فرما اس میں شرک نہ ہو اور کافر و بدبخت نہ ہو۔"

ایک حدیث میں ہے کہ اس مبارک رات میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں پر موجود بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۱۵۶)

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس رات لکھ لئے جاتے ہیں جتنے اس سال پیدا ہونے والے ہوتے ہیں اور جو اس سال مرنے والے ہوتے ہیں، اسی طرح رزق وغیرہ سے

متعلق فیصلے لکھے جاتے ہیں۔

(مشکوٰۃ ص:۱۱۵، بحوالہ بیہقی فی الدعوات الکبیر)

تشریح: اگرچہ انسان کی موت وحیات، صحت و بیماری، عزت وذلت، روزی کی تنگی و وسعت پہلے سے لوح محفوظ میں سب لکھا ہوا ہے، مگر اس رات کو لکھ کر ان امور پر مقرر فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں۔

محروم لوگ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس مبارک رات میں بھی بعض محروم و بدقسمت لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی، ان میں سے ایک مشرک ہے، دوسرا کینہ رکھنے والا آدمی، اسی طرح ناحق قتل کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور متکبر کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس رات صغیرہ گناہ تو معاف ہوجاتے ہیں، مگر کبیرہ گناہ بغیر توبہ کئے معاف نہیں ہوتے۔

شب برأت کی وجہ تسمیہ:

براۃ کا معنی آزادی و خلاصی ہے۔ اس رات کو ”شب براۃ“ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت بے شمار لوگوں کے جہنم سے براۃ و خلاصی کے فیصلے فرماتے ہیں۔ مگر بعض لوگ اس کو بارات کی رات سمجھتے ہیں کہ خوشی و دھوم دھام کی رات ہے، چراغاں کرنے اور کھانے پینے کی رات ہے یا آتش بازی وغیرہ کی رات ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ شب براۃ میں قبرستان جانا، دوسرے اوقات میں جانے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اس لئے اس رات قبرستان میں جاکر اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرے اور اپنی موت کو یاد کرے اور آخرت کی تیاری کی فکر کرے۔ (تحفہ عالمگیری)

مگر بعض مقامات میں قبرستان میں بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے، قبرستان میں چراغاں کیا ہوا ہوتا ہے اور قوالیاں وغیرہ ہورہی ہوتی ہیں، کھانا پینا جاری ہوتا ہے، یہ سب ممنوعات ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات جنت البقیع قبرستان میں تشریف لے گئے اور اہل قبرستان کی مغفرت کی دعا فرمائی۔

ماہ شعبان کی رسومات:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں:

۱:... بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس مہینے میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جب شہید ہوا تھا تو آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا۔ یہ بالکل موضوع اور غلط قصہ ہے، اس کا اعتقاد کرنا ہرگز جائز نہیں، بلکہ عقلاً بھی ممکن نہیں، اس لئے کہ یہ واقعہ شوال میں ہوا نہ کہ شعبان میں۔

۲:... بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت ان دنوں میں ہوئی ہے، یہ ان کی فاتحہ ہے۔ یہ بھی محض بے اصل ہے اور اول تو تعین تاریخ کی ضرورت نہیں، دوسرے یہ واقعہ خود غلط ہے۔ آپ کی شہادت بھی شوال میں ہوئی تھی، شعبان میں نہیں ہوئی۔

۳:... بعض لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شب براۃ وغیرہ میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اور دیکھتی ہیں کہ کسی نے ہمارے لئے کچھ پکایا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ ایسا مخفی معاملہ بجز دلیل نقل کے اور کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا اور وہ یہاں ندارد ہے۔

۴:... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب شب براۃ سے پہلے کوئی مرجاوے تو جب تک اس کے لئے فاتحہ شب براۃ نہ کیا جاوے وہ مردوں میں شمار نہیں ہوتا۔ یہ بھی محض تصنیف یاراں ہے اور بالکل لغو ہے، بلکہ رواج ہے کہ اگر تہوار سے پہلے کوئی مرجاوے تو کنبہ بھر میں پہلا تہوار نہیں ہوتا۔ احادیث میں صاف ذکر ہے کہ جب مردہ مرتا ہے تو مرتے ہی اپنے جیسے لوگوں میں جا پہنچتا ہے، یہ نہیں کہ شب براۃ تک اٹکا رہتا ہے۔

۵:... حلوے کی رسم ایسی ہے کہ بدوں اس کے سمجھتے ہیں کہ شب براۃ ہی نہیں ہوئی۔ اس پابندی میں اکثر فساد عقیدہ بھی ہوجاتا ہے کہ اس کو موکد ضروری سمجھتے ہیں۔ فساد عمل بھی ہوجاتا ہے کہ فرائض و واجبات سے زیادہ اس کا اہتمام کرنے لگتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور خرابی یہ بھی ہے کہ ثواب وغیرہ کچھ مقصود نہیں ہوتا ہے، خیال ہوجاتا ہے کہ اگر اب کے نہ کیا تو لوگ کہیں گے کہ اب کی خست اور ناداری نے گھیر لیا ہے، اس الزام کو رفع کرنے کے لئے جس طرح بن پڑتا ہے مر مار کرتا ہے۔ ایسی نیت سے صرف کرنا محض اسراف و تفاخر ہے جس کا گناہ ہونا بارہا ذکر ہوچکا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے لئے قرض سودی لینا پڑتا ہے، یہ جدا گناہ ہے۔

۶:... جو لوگ مستحق اعانت ہیں ان کو کوئی بھی نہیں دیتا یا ادنیٰ درجہ کا پکا کر ان کو دیا جاتا ہے، اکثر اہل ثروت و برادری کے لوگوں کو بطور معاوضہ کے دیتے لیتے ہیں اور نیت اس میں یہی ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے ہمارے پاس بھیجا ہے، اگر ہم نہ بھیجیں گے تو وہ کیا کہے گا! غرض اس میں بھی ریا و تفاخر ہوجاتا ہے۔

۷:... ایک خرابی یہ بھی ہے کہ بعض لوگ شب بیداری کے لئے فرائض کی طرح اس میں لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہر چند کہ اجتماع سے شب بیداری سہل تو ہوجاتی ہے، مگر نفل عبادت کے لئے لوگوں کو ایسے اہتمام سے بلانا اور جمع کرنا یہ خود خلاف شریعت ہے، البتہ اتفاقاً کچھ لوگ جمع ہوگئے تو اس کا مضائقہ نہیں۔ بعض لوگوں نے اس میں برتنوں کا بدلنا اور گھر لیپنا اور خود اس شب میں چراغاں کرنا عادت کرلی ہے۔ یہ رسم بالکل کفار کی نقل ہے اور حدیث تشبہ سے حرام ہے۔

اور بدعت شنیعہ میں سے وہ رسم ہے جس کا اکثر بلادِ ہند میں لوگوں نے رواج دے رکھا ہے یعنی چراغاں کرنا اور اس پر فخر کرنا اور آتش بازی کے ساتھ لہو لعب کے لئے جمع ہونا، یہ ایسی چیز ہے جس کا کسی معتبر کتاب میں ثبوت نہیں۔ اس بارے میں کوئی ضعیف و موضوع روایت بھی نہیں ہے نہ اس کا بلادِ ہند کے علاوہ کسی ملک میں رواج ہے، حتیٰ کہ ظن غالب یہی ہے کہ ہندوؤں کی رسم دیوالی سے اس رسم کو لیا گیا ہے، کیونکہ ہندوستان میں عموماً رسوم بدعیہ زمانہ کفر ہی کی باقی ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ کفار کے میل جول کرنے اور کفار کی نسل سے باندیاں اور بیویاں رکھنے سے پھیل گئی ہیں۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ روشنی کی بدعت اول برامکہ سے شروع ہوئی۔ وہ لوگ آتش پرست تھے، پس جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے اسلام میں وہ بات داخل کر لی جس کو اپنی ملمع سازی سے اسلامی طریقہ قرار دے دیا اور اس سے ان کی اصل غرض صرف آتش پرستی تھی جب کہ مسلمانوں کے ساتھ ان چراغوں کی طرف سجدہ کرتے تھے (یعنی مسجد میں صف سے آگے چراغ ہوں گے تو آتش پرستی بھی ہوجاوے گی۔ نعوذ باللہ منہ! مسلمان ہوکر بھی شرک کا روگ دلوں میں رہا) اور پھر اس کو جاہل اماموں نے صلوٰۃِ غائب وغیرہ کی طرح عوام کو جمع کرنے کا اور ریاست و وجاہت حاصل کرنے کا جال بنا لیا اور قصہ خوانوں نے اپنی مجلسوں کو اس کے ذکر سے پر کر دیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ روشنی اور آتش بازی کی رسم قبیح اسراف بے جا وغیرہ کی وجہ سے سخت حرام ہونے کے علاوہ رسوم شرکیہ میں سے ہے اور جو شخص رسوم شرکیہ کا ارتکاب کرے، اس کے متعلق بموجب حدیث: "من تشبہ بقوم فھو منھم" (مسند احمد، ابوداؤد) کے سخت اندیشہ ہے کہ ان مشرکین کے ساتھ ان کا حشر ہو جنہوں نے یہ رسوم شرکیہ جاری کی تھیں۔ کیا اب بھی لوگ ان خرافات سے باز نہ آئیں گے؟ حق تعالیٰ شانہ تمام رسوم بدعیہ وشرکیہ کو دنیا سے جلد مٹادے اور اسلامی سنت کو جاری فرمائے۔ آمین۔"

(بارہ مہینوں کے فضائل)

آتش بازی کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے ہر سال آگ لگنے کی وجہ سے کئی لوگ ہلاک ہوجاتے ہیں اور اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہے جو آتش بازی کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی اولاد کو پیسے دیتے ہیں وہ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ نیز رات کو زوردار دھماکوں کی وجہ سے لوگوں کے آرام حرام ہوجاتے ہیں یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کے علاوہ بعض لوگ مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر شبینہ کراتے ہیں، جس میں کئی خرابیاں ہیں: ایک تو یہ کہ نوافل کی جماعت کرنا غلط ہے۔ دوسرے فضول خرچی کرنا، چراغاں وغیرہ کرنا یہ بھی غلط ہے۔ تیسرے قرآن پاک زور سے پڑھا جاتا ہے جس کو گھروں میں موجود لوگ اپنی ضروریات وکام کاج کی وجہ سے نہیں سنتے، اس سے قرآن پاک کی بے ادبی ہوتی ہے، یہ بھی منع ہے۔ بعض لوگ جاتے تو ہیں مگر ساری رات مساجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں، یہ بھی گناہ ہے۔ بعض لوگ ایسے موقع پر رسالے وکتابیں چھاپ کر یا چھپوا کر تقسیم کرتے ہیں، جس میں فضائل سے متعلق موضوع و من گھڑت چیزیں لکھی ہوتی ہیں۔ ان رسالوں میں عجیب قسم کے نوافل اور ان کے فضائل درج ہوتے ہیں جو کسی مستند کتاب میں نہیں ہیں۔ ان کتابوں کو دیکھ کر بعض لوگ اسی طرح عبادت کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مطمئن ہوجاتے ہیں کہ اب ہمیں کسی عبادت کی سال بھر کیا ضرورت ہے؟ اتنے اتنے ثواب وفضائل تو حاصل کر لئے، اور گناہ بھی معاف کرالئے، اب آئندہ سال صرف یہی ایک رات جاگ لیں گے، سال بھر عبادت کی مشقت اٹھانے کی ضرورت کیا ہے؟ یہ بھی غلط ہے، اگر ایسا ہوتا تو خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ساری زندگی مستقل عبادت کیوں کرتے؟ اعاذنا اللہ! اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس رات سیدھی سادی نوافل ادا کریں، تلاوت کریں، ذکر کریں، درود شریف پڑھیں، استغفار کریں اور کوئی مخصوص نوافل نہیں ہیں۔ یہ سب تراشیدہ چیزیں ہیں، سیدھی سادی سنت پر عمل کریں، بدعات وخرافات سے بچیں۔

اول نفس انسان کو نیکی کرنے نہیں دیتا اور جب انسان نیکی کر لیتا ہے تو نفس وشیطان اس نیکی کو بھی برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بدعات و خرافات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ نیکی کرنے سے زیادہ گناہ سے بچنے کی ضرورت ہے، کیونکہ تھوڑی سی برائی بھی نیکی کو برباد کر دیتی ہے، جیسے ایک آدمی دو کلو دودھ پی لے اور اچھی خوراک بھی کھالے مگر تھوڑا سا زہر بھی کھالے تو اس کے اچھے کھانے بھی اس کے لئے وبال بن جائیں گے۔ اس لئے نیکی خواہ تھوڑی کیوں نہ ہو مگر سنت کے موافق ہو، یعنی اللہ کے حکم کے مطابق اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو ورنہ "نیکی برباد گناہ لازم" کا مصداق ہوجائے گا۔

ضروری بات:

اس بابرکت رات عبادت کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے، بلکہ اللہ کی اطاعت و بندگی میں لگے رہنا چاہئے، اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھنا چاہئے، اللہ کا خوف دل میں ہو، ہر وقت موت کا استحضار ہو۔ صحابہ کرامؓ اور بزرگوں کے حالات پڑھتے رہنا چاہئے تاکہ اپنی کمزوری نظر آئے۔

☆☆......☆☆

اپنے اکابر پر اعتماد... کامیابی کی کلید!

بیان: مولانا محمد اسماعیل ریحان

ضبط وترتیب: مولانا محمد قاسم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ، مجاہد ملت، شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہٗ کی یاد میں یہ شاندار پروگرام منعقد کیا گیا ہے۔ ایسے پروگراموں کا مقصد ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے امت مسلمہ کو بیدار رکھنا ہے کہ اسلام کے اس بنیادی عقیدے کی حفاظت کے لئے وہ سینہ سپر رہیں اور اس بارے میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ رہیں، دشمن کی سازشوں سے، اس کے مکروفریب سے خبردار رہیں۔

جیسا کہ مجھ سے پہلے فاضل مقرر نے فرمایا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ یہ بات ہماری کتب عقائد کے اندر صراحتاً موجود ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی واضح نصوص اس پر گواہ ہیں۔ کسی تحریف کے ذریعے ان آیات ونصوص کو اپنے معانی سے ہٹا دینا، وہ ضروریات دین میں سے ایک اہم ضرورت کا انکار ہوگا اور بلاشک وشبہ کفر ہوگا۔ یہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے، دین کا ایسا بنیادی حصہ ہے... ہمارے عقائد کا... کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے جب یہ مسئلہ آیا تو صحابہ کرام کا اجماع ہوا کہ اس کے منکرین اور اس کے مخالفین کے ساتھ جہاد کیا جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب منکرین ختم نبوت کھڑے ہوئے، اپنی جعلی اور جھوٹی نبوتوں کا انہوں نے دعویٰ کیا اور بہت سے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے اسلامی خلافت کے مقابلے میں کھڑے ہوگئے، تو وہ ایسا نازک وقت تھا کہ اگر اس موقع پر پوری قوت، پوری اجتماعیت اور پوری صلاحیت کے ساتھ اس کا مقابلہ نہ کیا جاتا تو اس بات کا شدید خطرہ تھا کہ اسلام اپنے آغاز ہی میں ختم ہوجاتا، لیکن سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت، ان کی صلاحیت اور دوراندیشی اور ان کے بعد صحابہ کرامؓ کے ان کی رائے پر اتفاق اور اجماع نے یہ صورت پیدا کردی کہ دیگر تمام خطرات کے ہوتے ہوئے بھی، جبکہ رومیوں کی طرف سے بھی حملے کا خطرہ تھا اور فارس کی جانب سے بھی خطرات موجود تھے، ان سب کے باوجود اسلامی مملکت کے اندر، جزیرۃ العرب کے اندر ابھرنے والی منکرین ختم نبوت کی باطل تحریکوں کا بلاتاخیر مقابلہ کیا گیا۔ اسلامی تاریخ کے وہ اوراق (گواہ ہیں کہ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پہلا سال شروع ہوتا ہے ربیع الاول ۱۱ ہجری میں اور دو بڑے اسلام دشمن، ختم نبوت کے منکر طلیحہ اور مسیلمہ کذاب، وہ اپنے اپنے علاقوں میں انکار ختم نبوت کا اعلان کرتے ہیں، اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کے ساتھ ایک تیسری خاتون بھی، عورت بھی شامل ہوگئی سجاح نامی اور مسیلمہ کذاب اور اس کا آپس میں رشتہ ہوگیا، شادی ہوگئی، ہزاروں لوگ ان کے ساتھ ہوگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ حضرت خالد ابن ولید، حضرت شرجیل ابن حسنہ اور حضرت عکرمہ ابن ابی جہل (رضی اللہ عنہم) ایسے بڑے بڑے حضرات کو افواج دے کے روانہ کیا اور کئی خون ریز معرکے ہوئے، جن میں یمامہ کی جنگ بہت مشہور ہے۔ ایک ہی جنگ میں، ایک ہی معرکہ میں صحابہ کرامؓ کی بہت بڑی تعداد شہید ہوئی۔ تاریخی روایات میں مذکور ہے کہ سات سو حافظ اور قاری صحابہ کرامؓ اس ایک معرکہ میں ختم نبوت کی حفاظت کے لئے شہید ہوئے، مگر اس بارے میں کوئی سمجھوتا نہیں کیا گیا۔ مسیلمہ کذاب قتل ہوا، طلیحہ فرار ہوا اور بعد میں تائب ہوکر از سرنو اس نے اسلام قبول کیا۔ ایک سال کے اندر، یعنی ربیع الثانی ۱۱ ہجری میں یہ مہمات شروع ہوئی ہیں اور ذوالحجہ ۱۱ ہجری کے اندر ان تمام منکرین ختم نبوت کا صفایا ہوجاتا ہے۔ جو لوگ اپنے کفر پر اڑے رہے، وہ قتل کردیے جاتے ہیں اور جو لوگ دوبارہ تائب ہوجاتے ہیں، اسلام قبول کرلیتے ہیں، ان کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور دوبارہ جزیرۃ العرب اسی طرح اسلام کا گہوارہ بن جاتا ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا۔ یہ وہ بنیاد تھی کہ جس پہ آگے چل کے حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں، اس اندرونی استحکام کی وجہ سے، بیرونی فتوحات حاصل ہوئیں۔

اسلام دشمن طاقتوں نے اس کے بعد بھی اگلی صدیوں میں کئی بار ایسی ناپاک کوششیں کیں کہ مسلمانوں کے اندر اپنے آلۂ کار کھڑے کئے، چونکہ نبوت ایک ایسا مقام ہے کہ اس مقام پہ سارے مقامات ختم ہوجاتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم پر اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ ختم کر دیا، آپ کے بعد اب کوئی نیا دین آ نہیں سکتا، جسے دنیوی و اخروی نجات کا راستہ چاہئے، اسی دین کی پیروی کرے گا، لہٰذا اسلام دشمن طاقتوں نے اس عقیدے پر ضرب لگا کے نئے ادیان کا راستہ کھولا اور ہمارے برصغیر پاک و ہند میں انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا، جو انگریز کا باقاعدہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھا اور جس نے ختم نبوت کے خلاف اور مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے بارے میں ایسی کوششیں کیں کہ سابقہ کسی جھوٹے جعلی نبی کی تاریخ میں یا اس کے حالات میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ مسلمانوں کا دور انحطاط تھا اور ساری استعماری طاقتیں پورے وسائل کے ساتھ اس کے ساتھ تھیں اور اب بھی ہیں۔

مجھ سے پہلے فاضل مقرر نے بڑی عمدہ بات کہی کہ پاکستان کے آئین اور قانون میں تو ہمارے اکابر کی کوششوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے تو اس کے بعد ختم نبوت کے یہ پروگرام کرانے اور اس تحریک کو جاری رکھنے کا کیا مطلب؟ تو حضرت نے وہ بات واضح کر دی کہ اس کی ضرورت کیا ہے! مگر اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی بات جو اپنی جگہ بڑی اہم ہے، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آئین ہمارے اکابر ہی کا بنایا ہوا ہے۔ اس کی تشکیل میں ہمارے اکابر پوری طرح شامل رہے ہیں۔ حضرت مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب، جنہوں نے آئین کا دستور طے کیا، اسی طریقے سے حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب، مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب، یہ بڑے بڑے اکابر تھے جو اسلامی قانون کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین جو طے ہوا، اس آئین میں ان تمام حضرات کی فکر و نظر شامل تھی اور اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں جو ترمیم ہوئی اور وہ باقاعدہ اس آئین کا حصہ بنی، اس کی وجہ سے یہ ہمارا آئین اسلام دشمن طاقتوں کی نگاہ میں بُری کھٹک رہا ہے اور ان کی پوری کوشش ہے کہ کسی طریقے سے پاکستان کے آئین کو ختم کر دیا جائے یا بالکل تبدیل کر دیا جائے، اسے خالصتاً ایک سیکولر آئین بنا دیا جائے۔ آج کل یہ ذہن بہت عام ہو گیا ہے اکابر پر عدم اعتماد کی وجہ سے، کہ پاکستان کا آئین کفریہ ہے، پاکستان کا آئین سراسر غیر اسلامی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی چیز کا بالکل کفریہ ہونا ایک الگ بات ہے اور کسی چیز کا عین اسلامی نہ ہونا الگ بات ہے، دونوں میں فرق ہے۔ سو فیصد اسلامی ماحول تو بعض اوقات ہمارے گھروں میں بھی نہیں ہوتا، لیکن اُس سو فیصد اسلامی ماحول نہ ہونے کی وجہ سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ گھر کا ماحول کفریہ ہے۔ بعض اوقات ہمارے اپنے کسی مدرسے کے منشور میں، اس میں بھی کوئی ایسی بات ہو سکتی ہے کہ جو محل نظر ہو، لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مدرسہ کا دستور، یہ کفریہ ہے۔ کفر اور اسلام بہت واضح چیزیں ہیں اور ہمارے اکابر کی نگاہ، اللہ معاف کرے! ایسی بدگمانی زیب نہیں دیتی کہ ہم یہ کہیں کہ انہیں کفر کا پتا ہی نہیں چلا اور انہوں نے ایک کافرانہ آئین کی تصویب کر دی۔ یہ فکر عام ہو کر نہ صرف پاکستان کے آئین سے لوگوں کو منحرف کر رہی ہے بلکہ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا کہ پاکستان کے آئین میں جو اسلامی دفعات ہیں بشمول قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی دفعہ، ہم ان تمام چیزوں سے دستبردار ہو جائیں اور یہی ہمارا دشمن چاہتا ہے، چونکہ یہ بہت نازک معاملات ہیں، اسلام اور کفر کے معاملات ہیں، عقائد کے معاملات ہیں، لہٰذا میں تمام حضرات سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ ان معاملات میں اپنے اکابر پر پورا اعتماد فرمائیں۔ ہمارے اکابر، اللہ ان کا سایہ تادیر قائم رکھے، حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب، حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہمارے امیر ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، یہ بڑے بڑے اکابر ہیں۔ ایسے معاملات میں اگر کوئی شبہ پیش آتا ہے، ان کی رائے لیں۔ اگر ان حضرات میں سے کسی نے پاکستان کے آئین کو کفریہ نہیں کہا تو ہمارے لئے کوئی گنجائش نہیں بنتی کہ ہم کسی اور کی تقلید کرتے ہوئے، کسی اور کا لٹریچر پڑھ کے، ہم خواہ مخواہ اپنے طور پر کفر کے فتوے لگائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

ہماری جو ختم نبوت کی تحریک ہے، اس تحریک کی کامیابی اور پروان چڑھنے کی ایک بہت اہم بنیادی وجہ جو ہے وہ یہ کہ الحمدللہ! اس تحریک کے کارکن اور اس کے حضرات وہ اکابر کے ساتھ چلتے ہیں، اپنی الگ راہ نہیں بناتے، اگر ہر بندہ اپنی الگ الگ سوچ لے لے، الگ الگ فکر لے لے تو یہ تحریک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی تھی تو ان حضرات نے اکابر کا راستہ اپنایا ہے، ہم بھی اکابر سے وابستہ ہو کے چلیں گے اور جن مسائل میں ہمیں کوئی اشکال پیش آتا ہے تو اپنی رائے پر یا کسی اور کی رائے پر ان حضرات کی رائے کو، اور فتوے کو، اور تجویز، اور مشورے کو ترجیح دیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ! کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ حالات کا جتنا تجربہ انہیں ہے، جتنا زمانہ انہوں نے دیکھا ہے، فقہ کو جتنا یہ سمجھتے ہیں، عقائد سے جتنے یہ حضرات واقف ہیں، ہم اتنے نہیں ہیں۔ ان پر اعتماد کامیابی کا راستہ ہے اور ان سے بداعتمادی تمام فتنوں کی جڑ ہے۔ جو کچھ کہا اور سنا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔☆☆

اغیار کے اطوار کا فتنہ

مفتی جعفر حسین قاسمی

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے جس میں رواں دواں متحرک اور تغیر پذیر زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں کے لئے بدرجہ اتم رہبری و رہنمائی موجود ہے، اور اسلام ایک ایسا دستور حیات ہے جس میں ولادت سے وفات تک کے تمام پیش آمدہ مسائل کا حل موجود ہے، لہٰذا ہم فرزندانِ اسلام کو کسی بے بنیاد مذہب اور گمراہ دین سے یا کسی باطل قدیم و جدید تہذیب و کلچر سے کچھ سیکھنے اور لینے کی بالکل ضرورت نہیں ہے، کتاب و سنت ہی ہمارے لئے کافی وشافی ہیں۔

لیکن افسوس وصد افسوس کہ آج امت کا ایک بڑا طبقہ اغیار (کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ) کے طور و طریق کا شوقین و شیدائی ہے بلکہ ان کو اپنا فخر محسوس کرتا ہے، منجملہ کے ''یوم ولادت'' منانا، عیسوی سال کی آمد پر ''نیا سال مبارک'' کہنا اور اس کے پیغامات ترسیل کرنا ''اپریل فول'' منانا اور یوم عاشقاں منانا وغیرہ۔

یہ سب رسومات غیر اسلامی ہیں اور نیز عقل و دانش کی ترازوں میں بھی یہ باوزن نہیں ہیں۔ مناسب ہوگا کہ عقل کی کسوٹی پر ان کا تھوڑا سا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے۔

رسوم کا جائزہ:

۱:...''یوم ولادت'' کوئی خوشی کی تقریب منانے کا موقع نہیں ہے، بلکہ فکر کرنے کا مقام ہے کہ محدود زندگی کا ایک سال کم ہوگیا۔

۲:...عیسوی سال کی آمد پر ''نیا سال مبارک'' کہنا، بلکہ شب عید کی طرح منانا ازروئے عقل و فہم درست نہیں کہ اس سے دنیا کی عمر کا ایک سال کم ہوجاتا ہے اور دنیا قیامت کے قریب ہوجاتی ہے اور سال نو کیا، بلکہ سمجھا جائے تو ہر لمحہ نیا ہے، پھر سال نو منانے کا کیا مطلب؟ آج کل تو اس میں حد درجہ غلو کیا جارہا ہے، رات کے بارہ بجنے کا رقص و شراب، ناچ گانے اور ہیجان انگیز موسیقی سے انتظار کیا جاتا ہے اور بارہ بجتے پر آتش بازی کی جاتی ہے اور غبارے پھوڑے جاتے ہیں وغیرہ۔

۳:...اپریل فول یہ تو جھوٹ، دھوکا، فریب اور اذیت و ایذا رسانی کا پلندہ ہے، تعجب ہے ان لوگوں کی عقل پر جو اسے تفریح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۴:...یوم عاشقاں اس میں بے حجابی، بے غیرتی اور بے حیائی سے نوجوان لڑکے اور لڑکی کا ملنا اور سرخ گلاب کا تحفہ و ہدیہ پیش کرتا ہوتا ہے، کیا یہ دعوت زنا نہیں ہے؟ ان رسومات میں خلق کی افادیت اور منفعت کا بھی کوئی پہلو نہیں ہے۔

دورنگی چھوڑ دے:

اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو بھی ناپسند فرمایا کہ کوئی دین اسلام پر مکمل عمل پیرا ہوتے ہوئے بھی یہودیت کی بعض چیزوں پر عمل کرے، جیسا کہ کتب تفاسیر میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام (جو قبول اسلام سے قبل یہودیوں کے زبردست عالم تھے) اور آپ کے بعض (یہودی) ساتھی اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی یوم السبت (ہفتہ کے دن) کی تعظیم کرتے تھے اور اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کو مکروہ گردانتے تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''یا رسول اللّٰہ! ان التوراۃ کتاب اللّٰہ فدعنا فلنقم بھا فی صلاتنا باللیل۔''

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! ہمیں اجازت دیں کہ ہم (احکامات اسلام کے ساتھ ساتھ قیام لیل (تہجد) میں تورات کی تلاوت کریں کہ وہ بھی تو کتاب اللہ ہے۔''

اس پر قرآن پاک کی اس آیت کا نزول ہوا:

''یٰٓا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔''

(البقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں مکمل و سراپا داخل ہوجاؤ، تمہارے لئے احکامات اسلام ہی کافی وشافی ہیں، اب تمہیں کسی اور شریعت پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سابق مذہب کی بعض باتوں پر عمل کا خیال شیطانی کارستانی ہے، اس لئے یہ خیال دل سے نکال دو اور سابق مذہب کی بعض باتوں پر عمل کرنے سے ان کی مشابہت ہوجائے گی جو مذموم ہے۔ (البغوی:۱/۲۴۰)

خضاب میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت:

۱:...یہود و نصاریٰ بالوں میں خضاب نہیں لگاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت میں خضاب کا حکم دیا، جیسا کہ کتب احادیث میں ہے، حضرت ابوہریرہؓ روای ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''ان الیھود والنصاریٰ لایصبغون فخالفوھم۔'' (البخاری:۵۵۵۹)

ترجمہ: ''بے شک یہود و نصاریٰ خضاب

نہیں لگاتے ہیں، لہٰذا تم ان کی مخالفت کیا کرو۔"

یعنی خضاب لگایا کرو، کسی بھی رنگ کے خضاب کا استعمال سیاہ رنگ کے علاوہ درست ہے کہ سیاہ رنگ کی ممانعت دیگر احادیث میں آئی ہے۔

طریقہ سلام میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت:

۲:... یہود انگلیوں کے اشارہ سے اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارہ سے سلام کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کا حکم دیا، جیسا کہ کتب احادیث میں ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ راوی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاریٰ، فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع و تسلیم النصاریٰ الاشارۃ بالاکف۔" (الترمذی:۲۶۹۵)

ترجمہ: "یہود کی مشابہت نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی مشابہت کرو، یہود کا سلام انگلیوں کا اشارہ ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی کا اشارہ ہے۔"

یعنی زبان سے کلمات سلام ادا کئے بغیر صرف انگلیوں سے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا، یہود و نصاریٰ کے سلام کا طریقہ ہے، ہاں اگر کوئی دور فاصلے پر ہو تو زبان سے کلمات سلام ادا کرتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کردے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سحری سے امتیاز:

۳:... اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزوں میں سحری نہیں تھی اور ہمیں سحری کا حکم ہے اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کے اور ہمارے روزوں میں فرق و امتیاز سحری ہے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں ہے، حضرت عمرو بن العاصؓ راوی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"فصل مابین صیامنا وصیام اھل الکتاب اکلۃ السحر۔" (مسلم:۱۰۹۶)

ترجمہ: "ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔"

یعنی شریعت نے ہمارے روزوں کو بھی ان سے ممتاز و جداگانہ رکھا ہے۔

تعجیل افطار کے ذریعہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت:

۴:... اہل کتاب افطار میں تاخیر کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ یہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا طریقہ ہے:

"لا یزال الدین ظاھراً ماعجل الناس الفطر، لان الیھود والنصاریٰ یؤخرون۔" (سنن ابوداؤد:۲۰۶۳)

ترجمہ: "دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کریں گے، بے شک یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔"

یہ یہودیت کا شیوہ ہے:

۵:... ابتدا میں باجماعت نماز کے لئے مسلمانوں کو جمع کرنے کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہ تھا، مسلمان از خود وقت کا اندازہ کرکے جمع ہوجاتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا: "کیف یجمع الناس للصلاۃ؟" کہ لوگوں کو نماز کے لئے کیسے جمع کیا جائے؟ کسی نے مشورہ دیا کہ ناقوس بجایا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشورہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا: "ھو من امر النصاریٰ" کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے اور کسی نے یہ رائے پیش کی کہ: "بوق" نرسنگھا پھونکا جائے، اسے بھی رد کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ھو من امر الیھود" کہ یہ یہود کا طرز ہے اور کسی نے کہا کہ آگ جلائی جائے، مجوس کا طریقہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی رد کردیا، پھر جب عبداللہ بن زید نے (اور دیگر بعض صحابہ کرامؓ نے) اذان والا خواب دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کو سچا اور منجانب اللہ قرار دیا اور اس کے مطابق اذان کو جاری فرمایا۔ (ملاحظہ ہو سنن ابوداؤد:۴۹۸)

صوم عاشورا میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت:

۶:... اور جب مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہودی عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا، یہ ہمارا بہترین اور مبارک دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم سے بچایا اور فرعون اور اس کی قوم کو اسی دن بحر قلزم میں غرقاب کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نحن احق بموسیٰ منکم" "ہم تم سے زیادہ موسیٰ کے حق دار ہیں۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کے روزہ کا وجوبی یا تاکیدی حکم دیا۔ پھر جب اہل کتاب (یہودی و نصاریٰ) کی عیاری و مکاری اور ان کی اسلامی عداوت ظاہر ہوگئی تو صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: "انہ یوم یعظمہ الیھود" یارسول اللہ! یہ وہ دن ہے کہ جس کی تعظیم و تکریم یہود (بھی) کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فاذا کان العام المقبل ان شاء اللہ صمنا الیوم التاسع۔" (مسلم:۱۱۳۴)

ترجمہ: "ان شاء اللہ! اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو (دسویں کے ساتھ) نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔"

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم عاشورا میں ان سے یگانگت اور یکسانیت کی روش بدل دی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر نے وفا نہ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال ماہ محرم کے آنے سے پہلے ہی ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو ملاءِ اعلیٰ سے جاملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہود ونصاریٰ کی مخالفت میں ہفتہ اور اتوار کو روزہ:

۷:... آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت اہل کتاب میں شنبہ اور یکشنبہ (یعنی ہفتہ اور اتوار) کا روزہ رکھا کرتے تھے جیسا کہ کتب احادیث میں ہے حضرت ام سلمیٰؓ فرماتی ہیں: ’’کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم یوم السبت ویوم الاحد اکثر مما یصوم من الایام، ویقول: انہما عید المشرکین، فانا احب ان اخالفہم۔‘‘ (المسند:۲۶۷۹۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں اکثر شنبہ اور یکشنبہ کو روزہ رکھا کرتے اور فرماتے کہ یہ دونوں دن مشرکوں کی عید کے ہیں، مجھے پسند ہے کہ میں ان کی مخالفت کروں۔ یعنی شنبہ یہود کی عید کا دن اور یکشنبہ نصاریٰ کی عید کا دن ہے اور ظاہر ہے کہ عید کے دن وہ کسی بھی حال میں روزہ نہ رکھیں گے اور ان دنوں میں روزہ رکھنے سے مخالفت اہل کتاب ظاہر ہوتی ہے اور اسی کا اظہار مطلوب ومقصود ہے۔

نصاریٰ کی مخالفت میں صوم وصال کی ممانعت:

۸:... حضرت لیلیٰ فرماتی ہیں: ’’اردت ان اصوم یومین مواصلۃ‘‘ کہ میں نے ارادہ کیا کہ (بغیر سحری کے) مسلسل دو دن روزہ رکھوں، میرے شوہر بشیر نے مجھے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ’’یفعل ذالک النصاریٰ‘‘ (المسند:۱۱۵۲) کہ نصاریٰ اس طرح کرتے ہیں، یعنی وہ بغیر سحری کے مسلسل روزے رکھتے ہیں، اس لئے ہمیں یہ عمل نہیں کرنا ہے۔

یہود ونصاریٰ کے برخلاف اسلام میں عورت اچھوت نہیں ہے:

۹:... اہل کتاب عورت کو حالت حیض میں بالکل اچھوت سمجھتے تھے قربت ومجامعت سے اجتناب واحتراز کے ساتھ ساتھ نہ کھاتے پیتے، نہ اٹھتے بیٹھتے اور نہ بات چیت کرتے، بلکہ اسے خود سے بالکل الگ کردیتے تھے، اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اصنعوا کل شیء الا النکاح‘‘ ہم بستری ومجامعت تو ممنوع ہے، اس کے علاوہ تناول طعام، نشست وبرخواست، گفتار وتکلم بلکہ ساتھ لیٹنے کی بھی اجازت ہے، یعنی اہل کتاب کی طرح ہمیں مبالغہ آمیز رویہ اپنانے کی ضرورت نہیں ہے، اس طرح اس معاملہ میں بھی ان سے ہماری جداگانہ شناخت رکھی گئی اور جب اہل کتاب کو اس جداگانہ طرز کی اوران کی مخالفت کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے کہا: ’’ما یرید ھذا الرجل ان یدعنا من امرنا شیئاً الا خالفنا فیہ۔‘‘ (مسلم:۳۰۲) لگتا ہے کہ اس آدمی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے ہر امر کی مخالفت کا ارادہ کرلیا ہے۔

قبرستان میں مخالفت:

۱۰:... ابتدا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ کے ساتھ چلتے تو جب تک میت کو قبر میں نہ رکھا جاتا بیٹھتے نہ تھے، اس پر ایک یہودی عالم نے کہا: ’’ھکذا نصنع یا محمد‘‘ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا: ’’خالفوھم‘‘ (الترمذی:۱۰۲۰) کہ ان کی مخالفت کرو، یعنی یہود کہ وہ جنازہ کے ساتھ بیٹھتے ہی نہیں ہیں، ان کی مخالفت اس طرح کرو کہ جب تک جنازہ گردنوں سے نیچے نہ رکھا جائے نہ بیٹھو پھر جب جنازہ گردنوں سے نیچے رکھ دیا جائے تو بیٹھ سکتے ہو۔

کتب احادیث میں موجود متعدد مثالوں میں سے میں نے آپ کے سامنے دس مثالوں کو رکھا ہے، جس سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کا اور ہمارا راستہ الگ الگ ہے، ان کی اور ہماری شناخت جدا جدا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادات ہو یا معاشرت ہر جگہ ہمیں ان کی راہ وروش سے بچنے اوران کی مشابہت سے دور رہنے کی تاکید فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’من تشبہ بقوم فہو منہم‘‘ (سنن ابوداؤد:۴۰۳۳) جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ انہیں میں سے شمار ہوگا۔

کتنی سخت بات ہے، کتنی بڑی وعید ہے اور کس قدر اظہار ناراضگی ہے العیاذ باللہ! اگر کوئی مومن و مسلمان کفار یا یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار کرے گا، عبادات میں ہو یا معاشرت میں، عادات واطوار میں ہو یا ظاہری ہیئت وانداز میں ہو، ان کے مخصوص اعمال اور رسوم ورواج کو اپنائے گا تو اس کا شمار بھی انہیں میں ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے: ’’لیس منا من تشبہ بغیرنا‘‘ یعنی جو غیروں کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ایک طرف یہ شرعی ہدایات ہیں، جن میں اغیار کی مشابہت اور مماثلت پر سخت زجر وتوبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ کی گئی ہے اور دوسری طرف ہمارے سامنے امت کا ایک بڑا طبقہ ہے جو بے باکی کے ساتھ اغیار کے طور وطریق کو فخریہ اپنا رہا ہے اور اس پر نازاں بھی ہے۔ افسوس کہ احساس زیاں جاتا رہا:

للہ اپنا جائزہ لیں اور اپنا محاسبہ کریں، ہمیں تو کامل دین وشریعت سے نوازا گیا ہے، ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بطور نمونہ واسوہ دی گئی ہے اور ہمیں سنتوں کے خزانے دیئے گئے ہیں، پھر بھی آج ہمارے گھرانوں میں اغیار کے اطوار کا فروغ کیوں ہے؟ ہمارے نوجوانوں کا لباس اوران کے بال اُن جیسے کیوں ہیں؟ شادی بیاہ ان جیسے کیوں ہیں؟ اور زندگی میں طرز و انداز ان جیسے کیوں ہیں؟ اور آج کیوں فرزندان اسلام ان کے رنگ ڈھنگ میں رنگنے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے بیتاب ومشتاق ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں محض اپنے فضل واحسان سے اغیار کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ☆☆

تفصیلی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کا سالانہ اجتماع

ترتیب: حمد اللہ یوسفزئی
رپورٹر: فیضان الحق شاہ منصوری

عشق رسول اور عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کا سرمایہ حیات ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی بد بخت لعین مسلمانوں کے دلوں سے حب رسول کو محو کرے یا عقیدہ ختم نبوت میں شک واضافہ کی ناپاک جسارت کرتا ہے، تو علماء کرام، مشائخ عظام اور صالح مومنین تو در کنار گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کی آنکھوں میں بھی خون اتر آتا ہے اور وہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر مر مٹنے کے لئے میدان عمل میں کود پڑتا ہے۔ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی سے لے کر موجودہ دور تک جب ملحدین مرتدین نے عقیدہ ختم نبوت پر لا حاصل وار کی جسارت کی تو اللہ کریم نے مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا کیے جنہوں نے جان کی بازی لگا کر ان فتنہ پرور انگریزوں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کیا اور ختم نبوت کی شمع کو فروزاں رکھا۔ اُنیسویں صدی کے آخر میں جب برصغیر میں قادیانیت کے فتنے نے سر اُٹھایا تو برصغیر کے علماء اور خصوصاً اکابرین دیوبند نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اس بڑے فتنے کے تدارک کے لئے عملی جدوجہد کا آغاز کیا، گو کہ ملحدین کا مددگار اس وقت فرنگی سامراج تھا، لیکن اکابرین استقلال کے پہاڑ بن کر ختم نبوت کی شمع پر پروانوں کی طرح قربان ہوتے رہے اور طویل جدوجہد کے نتیجے میں تاریخ کا وہ یادگار دن بھی سورج کی کرنوں سے روشن ہوا، جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے فتنہ قادیانیت کو کافر قرار دے دیا۔ گو کہ آج یہ فتنہ انگریز اور شرانگیز ملک میں قلیل تعداد میں موجود ہیں، لیکن علماء اپنے فرائض سے غافل نہیں ہیں، کیونکہ آگ کی ایک چنگاری بھی پورے شہر کو خاکستر کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء عام مسلمانوں میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کے لئے مجالس اور محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ضلع صوابی میں ایک بابرکت مجلس بلکہ ایک عظیم الشان ایمان افروز اجتماع کی تیاریوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ: دسمبر ۲۰۱۴ء میں حضرات شیخینؒ سے منسوب خانقاہ نقشبندیہ شمسیہ میں صوابی امیر محترم مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی زیر صدارت ضلعی مجلس عاملہ کے اجلاس کے انعقاد کے ساتھ اس عظیم الشان اجتماع کے انعقاد کی تیاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اجلاس کی میزبانی کا شرف ضلعی امیر مولانا اعزاز الحق شاہ منصوری کو نصیب ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں طویل بحث کے بعد تاریخ ۲۲ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۵ء بمقام مدرسہ احیاء القرآن والسنہ مانیری میں سالانہ اجتماع کے انعقاد کی تجویز پر اتفاق کیا گیا۔ مزید کارروائی کے لئے بعد ازاں چار تحصیلوں بشمول ضلعی مجلس عاملہ کا اجلاس خانقاہ نقشبندیہ شمسیہ ضلعی دفتر ختم نبوت میں منعقد ہوا۔ اجتماع عام کی تیاریوں کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے نگران اعلیٰ مفتی نصیر محمد حقانی مسئول وفاق المدارس العربیہ ضلع صوابی، نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی مقرر ہوئے، جبکہ مولانا اعجاز احمد، مولانا رسال محمد، مولانا مفتی غنی الرحمٰن، مولانا فضل علی شاہ، حاجی عبدالسلام، مولانا صابر شاہ حقانی اور ڈاکٹر فضل رحمانی معاونین مقرر ہوئے۔ خارجی اضلاع مردان، نوشہرہ، چارسدہ، پشاور، بونیر وغیرہ اور پنجاب کے متعلقہ علاقوں میں عوام الناس کو باخبر رکھنے کے لئے کمیٹی بنائی گئی، اسی طرح مقامی علماء مدارس کے مہتممین حضرات، اسکولز اور کالجز کے اساتذہ اور پرنسپل صاحبان، وکلاء، ڈاکٹرز، تاجر برادری اور ٹرانسپورٹر کمیونٹی سے رابطہ کے لئے کمیٹیاں بنائی گئیں۔ نشر واشاعت کی ذمہ داری نبھانے کے لئے ایک مستقل خصوصی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔ اجلاس میں دس ہزار بال پوائنٹس، دس ہزار بیجز اور پانچ ہزار پوسٹرز چھپوانے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اجتماع عام کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا طیب فاروقی، مولانا عابد کمال، مولانا تاج محمد، مولانا اعجاز احمد، مولانا رسال محمد، حاجی عبدالسلام، مفتی نصیر حقانی اور مولانا صابر شاہ حقانی نے پورے ضلع میں ایک مہینہ تک مسلسل خوب محنت کی۔ ان کی بھرپور کاوشوں کے نتیجے میں اتنے پُروقار اور ایمان افروز اجتماع کا انعقاد ممکن ہوا۔ اجتماع کے انعقاد سے ایک ماہ قبل ملک کے مؤقر، موثر اور بڑے اخبارات میں اشتہارات اور آگاہی بیانات کا سلسلہ شروع ہوا۔ دو ہفتے پہلے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ایک ہفتہ پہلے ہفت روزہ ضرب مومن میں اجتماع عام کے حوالے سے اشتہارات شائع ہوئے۔ اجتماع عام کے انعقاد سے پہلے جمعۃ المبارک کو پورے ضلع کے ائمہ کرام نے اپنے خطبات میں عوام کو اجتماع عام

کے حوالے سے روشناس کیا۔ الحمدللہ! بفضلہ تعالیٰ علماء کرام، مبلغین حضرات، ائمہ کرام اور طلباء کرام کی شبانہ روز محنت شاقہ سے اجتماع عام کے انعقاد کا خواب حقیقت بن گیا اور یوں ضلع صوابی کی تاریخ کا وہ یادگار دن طلوع ہوا، جس نے ضلع کی تاریخ میں ایک جم غفیر کو اپنی آغوش میں سمو دیا۔ اجتماع عام صبح 7 بجے ضلعی امیر الشیخ اعزاز الحق شاہ منصوری کی صدارت سے شروع ہو کر ظہر 3 بجے مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب کی رقت آمیز دعا کے ساتھ بخیر وعافیت اختتام پذیر ہوا۔ اجتماع عام کی سیکیورٹی کے انچارج حاجی عبدالسلام تھے، ان کی معاونت کے لئے طلباء اور رضا کار موجود تھے، ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے فری ڈسپنسری اور ایمبولینس سروس بھی موجود تھی۔ خورد ونوش کے لئے بہترین کینٹین موجود تھے۔ جبکہ مطالعہ کے شوقین حضرات کے لئے کتب اسٹال لگائے گئے تھے، جن میں بہترین کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا۔ اجتماع کے دن پورے ضلع میں بڑی بڑی شاہراہیں، چوک اور چوراہے، پینافلیکسز پوسٹرز اور بینرز سے سجائے گئے تھے۔ اسٹیج کی نظامت کے فرائض مولانا غنی الرحمن اور رسال محمد نے بطریق احسن ادا کئے۔ ان کی خوبصورت انداز اور برمحل بازیوں نے محفل کو مزید رونق بخشی۔ اجتماع سے ایک دن پہلے رات کو پنڈال میں ملک بھر کے قراء اور نعت خوان حضرات نے تقریب کو اپنے پرسوز آواز سے جلا بخشی۔ ایک طرف قراء حضرات نے کلام ربانی کی تلاوت سے دلوں کو گرمایا تو دوسری طرف نعت خواں حضرات نے ختم نبوت کے حوالے سے منظوم کلام اور نعت خوانی سے اجتماع کو رونق بخشی۔ اجتماع عام سے مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، شیخ القرآن والحدیث مولانا حمداللہ جان ڈاگی، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس، مولانا طیب فاروقی جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا فضل علی حقانی، جمعیت کے صوبائی رہنما مولانا عطاء الحق درویش، کے پی کے اسمبلی کے اسپیکر اسد قیصر اور جمہوری اتحاد کے رہنما، بابر سلیم نے خطاب کیا۔ جبکہ اسٹیج پر صاحبزادہ مولانا شہاب الدین موسیٰ زئی، قاری محمد اسلم، شیخ الحدیث مولانا ظہور الحق، شیخ القرآن مولانا نور الہادی شاہ منصوری المعروف صاحب حق صاحب، مفتی سجاد احمد الحجابی، شیخ الحدیث مولانا سعید الحق، قاری اکرام الحق اور دیگر اکابر مشائخ جلوہ افروز تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین ومقررین نے اپنے جامع و مانع خطبات میں ارشاد فرمایا کہ ہم ناموس رسالت پر مر مٹنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ جس طرح پوری دنیا میں ہمارے اکابر نے جس نہج پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے جدوجہد کی ہے، ہم ان ہی کی اتباع میں یہ سفر جاری رکھیں گے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہمارا پلیٹ فارم تشدد سے پاک ہے۔ ہم پُر امن طریقے سے، دعوت اور دلیل و برھان کے ذریعے یہ خدمت جاری رکھیں گے۔ قادیانیت کا تعاقب اور مسلمان کو اس فتنے سے بچائے رکھنا اور ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہمارا فرض ہے۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا حضورؐ کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔ آخر میں حکومت پاکستان سے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ پُرزور مطالبہ کیا گیا کہ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی یہ بابرکت، ایمان افروز اور اثر انگیز اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ کریم اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆☆

بحث و مباحثے سے بچیے

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"بحث و مباحثے سے انسان کی قوت عمل مفلوج ہو جاتی ہے۔ مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "ماضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل" ... جو قوم ہدایت سے ہٹ کر گمراہ ہو جاتی ہے، اسے جھگڑا دے دیا جاتا ہے... پس کسی قوم کا بحث مباحثوں اور جھگڑوں میں الجھ کر رہ جانا، اس کے حق میں کسی طرح نیک فال قرار نہیں دیا جا سکتا.....

بحث و مباحثے میں عام طور سے سمجھنے سمجھانے کا جذبہ مغلوب ہو جاتا ہے اور اپنی بات منوانے کا جذبہ غالب آ جاتا ہے، خصوصاً جبکہ آدمی علوم شرعیہ سے پورے طور پر واقف نہ ہو، وہ حدود شرعیہ کی رعایت کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوگا کہ ایک چیز غلط اور ناحق ہوگی، مگر وہ اسے حق ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ بسا اوقات اس بحث و مباحثے میں وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی عیب جوئی کرے گا اور اس پر زبانِ طعن دراز کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرے گا۔ یہ ساری چیزیں مل کر اسے نہ صرف جذبۂ عمل سے محروم کریں گی بلکہ اس کی ذہنی ساخت میں قبول حق کی استعداد کم سے کم ہو جائے گی۔"

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص:۱۴)

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

حافظ عبید اللہ

ساتویں قسط

کدعہ یا کرعہ؟ مرزا قادیانی کا ایک اور دھوکہ

محترم قارئین! آپ پہلے مرزا قادیانی کی تحریریں ملاحظہ فرما چکے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ''مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں''، پھر اس نے دھوکہ دینے کے لئے ''لا مھدی الا عیسی'' والی روایت کو ''نہایت صحیح'' لکھا، اب آیئے مرزا قادیانی کے ایک اور فریب پر نظر ڈالتے ہیں، ایک جگہ مرزا نے عنوان قائم کیا ہے ''ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا'' اور پھر اس کے نیچے لکھتا ہے:

''چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا، اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحہ 324)

آپ نے دیکھا! کس طرح مرزا قادیانی نے اُن ''مجروح، مخدوش اور ضعیف'' حدیثوں میں سے جن میں سے ''ایک حدیث بھی صحیح نہیں تھی'' ایک اور ''حدیث صحیح'' ڈھونڈ نکالی، اب آیئے مرزا نے اس ''حدیث صحیح'' کا جو حوالہ دیا ہے وہ بھی پڑھ لیں:

''شیخ علی حمزہ ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں، جو سنہ 840ھ میں تالیف ہوئی تھی، مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں، در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدي من قریة یُقال لھا کدعه ویصدقه اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابه من اقصی البلاد علی عدة اھل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلاً ومعه صحیفة مختومة (أی مطبوعة) فیھا عدد اصحابه باسمائھم وبلادھم وخلالھم یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ (313) ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔'' (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحات 324، 325)

دوستو! اس کے بعد مرزا قادیانی نے اس روایت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اپنے تین سو تیرہ (313) خاص مریدوں کے نام نمبروار لکھے ہیں (رخ 11 کے صفحہ 325 تا 328)، اور مزے کی بات مرزا کے ان تین سو تیرہ مریدان باصفا میں سے کئی ایسے بھی نکلے جو بعد میں مرزا قادیانی پر لعنت بھیجنے لگے جن میں خاص طور پر مرزا کی تیار کردہ لسٹ میں نمبر 159 پر لکھا نام ''ڈاکٹر عبدالحکیم خان، پٹیالہ'' کا ہے (دیکھیں مرزا کی لسٹ: رخ 11، صفحہ 327) ان صاحب کو آج بھی جماعت قادیانیہ ''ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت کی صحت پر بات کریں، مرزا قادیانی نے اپنی اس تحریر میں جو دھوکے اور فریب دیے ہیں ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

دھوکہ نمبر 1: ہم نے پہلے حوالہ پیش کیا جس میں مرزا قادیانی نے شیعہ کے بارے میں کہا کہ:

''شیعہ مذہب اسلام کا مخالف ہے۔ اول: شیعہ کا اعتقاد ہے کہ جبرائیل وحی لانے میں غلطی کھا گیا ہے۔ دوم: صحابہؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے بعد حاصل ہوئے تھے اُن کے نزدیک معاذ اللہ مسلمان نہ تھے۔ سوم: قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب ہے اور جس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ کر چکا ہے، شیعہ کے اعتقاد کے موافق قرآن شریف اصلی نہیں ہے......الخ۔''

(ملفوظات، جلد 1، صفحات 96، 97)

لیکن یہاں بھی مرزا ایک شیعہ ''علی حمزہ طوسی'' کے حوالے سے ایک روایت پیش کر رہا ہے اور پھر اس روایت کو ''حدیث صحیح'' بھی بتا رہا ہے۔

دھوکہ نمبر2: مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ ''کـدعـہ'' دراصل ''قادیان'' کو معرب کیا ہوا ہے۔معرب کا معنی ہے کسی غیر عربی لفظ یا کلمہ کو جس کا عربی میں تلفظ مشکل ہو عربی الفاظ میں ڈھالنا، مثال کے طور پر''چین'' کے لفظ میں جو حرف ''چ'' ہے یہ عربی میں نہیں پایا جاتا اس لئے عربی میں چین کو''الصین'' کہتے ہیں۔اب مرزا کی کارستانی دیکھیں کہ اس کی پیش کردہ اس بے سروپا روایت میں پہلے تو''کدعہ''(دال کے ساتھ) نہیں بلکہ ''کـرعـہ''(راء کے ساتھ) ہے جسے مرزا نے کمال ہوشیاری سے بدل دیا(ہم آگے اس روایت کو بے سروپا ثابت بھی کریں گے اور یہ بھی بتائیں گے کہ اس میں لفظ کرعہ ہے نہ کہ کدعہ)،پھر ''کدعہ'' سے ''قادیان'' بنانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ لفظ''کـدعـہ''اصل میں''قادیان'' کو عربی میں ڈھالا گیا ہے جبکہ ''قادیان'' کو ''معرب'' کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں،اسے عربی میں بھی''قادیان''بولا اور پڑھا جاسکتا ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ''ق''اور''ک'' یہ دونوں حروف عربی کے ہیں،پھر نہ جانے وہ کون احمق تھا جس نے''قادیان'' کو عربی میں ڈھالتے ہوئے ''ق''کو''ک'' سے بدلنے کی ضرورت محسوس کی اور بجائے''قدعہ'' کے''کدعہ'' بنایا؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر''قادیان'' کا اصل تلفظ''کادیان'' بنتا ہے جس سے''کادیانی'' مربی بہت چڑتے ہیں کیونکہ یہ''کید'' کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

دھوکہ نمبر3: شیعہ مصنف علی طوسی کی تحریر کے اندر یہ الفاظ ہیں''ومعہ صحیفۃ مختومۃ فیھا عدد اصحابہ باسمائھم ''جس کا ترجمہ ہے کہ اُس(مہدی) کے پاس ایک سر بمہر صحیفہ ہوگا جس میں اس کے ساتھیوں کے نام لکھے ہوں گے۔یعنی عبارت کے سیاق وسباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ مہدی ظاہر ہوگا تو یہ صحیفہ اس کے پاس پہلے سے ہوگا،اس میں یہ کہیں نہیں کہ اس صحیفہ میں وہ تین سو تیرہ نام خود مہدی کسی پرنٹنگ پریس سے طبع کروائے گا،لیکن مرزا قادیانی نے ان عربی الفاظ میں اپنی طرف سے(ای مطبوعۃ) کا اضافہ کیا تاکہ یہ دھوکہ دیا جائے کہ وہ مہدی خود اپنے مریدوں کے نام کسی پریس سے پرنٹ کروائے گا۔ یہ بالکل ویسا ہی قادیانی فراڈ ہے جیسا احادیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق شہر کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے یعنی وہ مینار نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی موجود ہوگا،لیکن مرزا نے اس حدیث کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کا یہ طریقہ نکالا کہ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں چندہ اکٹھا کر کے قادیان میں ایک مینار بنوانا شروع کیا جو اس کی موت تک بھی ابھی نامکمل تھا اور اسے جماعت قادیانیہ''منارۃ المسیح'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

دھوکہ نمبر4: مرزا قادیانی نے شیعہ مصنف کی جس''جواہر الاسرار'' نامی کتاب کا حوالہ دیا ہے،اس میں بھی لفظ''کـرعـہ'' ہے نہ کہ''کـدعـہ'' (اگر کسی کاتب نے غلطی سے کسی ایک نسخے میں کرعہ کو کدعہ لکھ دیا ہو تو اس کا علم نہیں)اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ ایران کے''کتاب خانہ ملی'' کی ڈیجیٹل لائبریری کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے،جس کا ایڈریس یہ ہے:

http://dl.nlai.ir

جب سائٹ کھل جائے تو ''سرچ'' میں کتاب کا نام''جواہر الاسرار'' لکھیں اور جو نتائج سامنے آئیں،ان میں سب سے پہلی کتاب کو کھول کر اس کا صفحہ نمبر96 دیکھیں،وہاں لفظ''کرعہ'' لکھا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے کیونکہ''جواہر الاسرار'' کے مصنف علی طوسی نے''اربعین'' کا حوالہ دیا ہے،جس سے مراد غالباً ابونعیم اصفہانی کی کتاب ''الاربعون حدیثاً فی المھدی'' ہے۔ہم نے یہ کتاب دیکھی تو اس میں''ساتویں نمبر'' پر یہ روایت موجود ہے اور اس میں لفظ''کرعہ'' ہے نہ کہ''کـدعـہ''۔نیز علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب''العرف الوردی فی أخبار المھدی'' میں حافظ ابونعیم اصفہانیؒ کی کتاب میں بیان کردہ روایات کو مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ مزید روایات بھی ذکر کی ہیں۔اس میں بھی لفظ''کـرعـہ'' ہے نہ کہ''کـدعـہ'' (دیکھیں:العرف الوردی فی أخبار المھدی،صفحہ 82،روایت نمبر84،طبع دار الکتب العلمیۃ،بیروت)۔

پھر شیعہ مصنف علی طوسی کی کتاب''جواہر الاسرار'' کے اسی صفحے پر،جہاں سے مرزا نے یہ روایت پیش کی ہے،امام مہدی کے بارے میں یہ حدیث بھی لکھی ہے کہ:

''یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من بنی ھاشم من المدینۃ حتی یأتی مکۃ فخرج الیہ جیش من الشام فیستخرجہ الناس من بیتہ وھو کارہ حتی یبایعوہ بین الرکن والمقام''ایک خلیفہ کی موت کے بعد اختلاف ہوگا(کہ اب خلیفہ کسے بنایا جائے:ناقل)تو بنی ہاشم کا ایک شخص مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ آئے گا۔شام کا ایک لشکر اس کی طرف خروج کرے گا تو لوگ اسے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کریں گے (یعنی اس کی بیعت کرنا چاہیں گے) لیکن وہ ایسا نہیں چاہے گا،آخرکار لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔

(جواہر الاسرار قلمی نسخہ صفحات 95، 96 کتاب خانہ ملی ایران / ذبخیئل)

یہ الفاظ مرزا قادیانی کو نظر نہیں آئے یا اُس نے جان بوجھ کر اس لئے نقل نہیں کیے کہ اس طرح وہ "نقلی اور جعلی" مہدی ثابت ہوتا تھا کیونکہ نہ وہ ہاشمی اور نہ اس نے کبھی مکہ و مدینہ کا منہ دیکھا اور نہ اس نے بیت اللہ کے سائے میں کسی سے بیعت لی۔

دیگر شیعہ کتب میں بھی "کرعہ" کا لفظ ہے

یہ "کرعہ" والی بات دوسرے شیعہ مصنفین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کی ہے، مثلاً:۔

مشہور شیعہ محمد باقر مجلسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب امام غائب کے بارے میں ایک روایت ذکر کی ہے جس کے اندر یہ الفاظ بھی ہیں:

"فیخرج من الیمن من القریة یُقال لها کرعة علی رأسه عمامتي، متدرّع بدرعي، متقلّد بسیفي ذی الفقار" وہ (شیعہ کا بارھواں امام۔ ناقل) یمن کے ایک گاؤں سے خروج کرے گا جسے "کرعہ" کہا جاتا ہے، اس کے سر پر میرا عمامہ ہوگا اور اس کے پاس میری ڈھال ہوگی اور اس نے میری تلوار ذوالفقار لٹکائی ہوگی۔

(بحار الانوار، جلد 52، صفحہ 380)

لیجئے! اس روایت میں تو صاف طور پر یہ بھی بیان ہوگیا کہ یہ "کرعہ" ہندوستان کے ضلع گورداسپور کا نہیں بلکہ یمن کا ایک گاؤں ہے، اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی کہ شیعہ کے نزدیک امام غائب اور مہدی کون ہیں!

ایک اور شیعہ سید ہاشم بحرانی موسوی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے:

"التاسع والسبعون: الأربعین باسناده عن عبداللہ بن عمر قال: قال النبي ﷺ: یخرج المهدي من قریة یُقال لها کرعة"۔ روایت نمبر 79: اربعین میں حضرت عبداللہ بن عمر (صحیح عبداللہ بن عَمرو ہے۔ ناقل) سے روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مہدی ایک "کرعہ" نامی گاؤں سے خروج کرے گا۔

(غایة المرام و حجة الخصام، جلد 7، صفحہ 101، مؤسسة التاریخ العربي، بیروت)

اہل سنت کی کتابوں میں "کرعہ" والی روایت کا ذکر

مہدی (علیہ الرضوان) کے "کرعہ" نامی گاؤں سے نکلنے کی روایت اہل سنت کی مندرجہ ذیل کتابوں میں ملتی ہے اور ان تمام کتب میں لفظ "کرعہ" ہی ہے، کسی ایک میں بھی "کدعہ" (دال کے ساتھ) نہیں:

۱: الاربعون حدیثاً في المهدي (ابونعیم اصفہانیؒ)، روایت نمبر 7۔

۲: العرف الوردی في أخبار المهدی (امام سیوطیؒ)، صفحہ 82، روایت نمبر 84۔

۳: المعجم لابن المُقري، (ابوبکر محمد بن ابراہیم اصفہانیؒ)، صفحہ 58، روایت نمبر 94۔

۴: الکامل في ضعفاء الرجال (ابن عدی جرجانیؒ)، جلد 6، صفحہ 516، راوی نمبر: 1435۔

نوٹ: "معجم ابن المُقری" اور ابن عدی کی "الکامل في ضعفاء الرجال" کی روایات میں یہ بھی ذکر ہے کہ "کرعہ یمن کا ایک گاؤں ہے"۔

عبدالوہاب بن ضحاک کا تعارف

یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ اہل سنت اور شیعہ کی جس کتاب میں بھی یہ روایت ملتی ہے وہاں لفظ "کرعہ" ہی ہے، مرزا قادیانی نے کمال دھوکہ دہی سے "ر" کو "د" سے بدل کر "کدعہ" بنایا اور پھر یہ کہا کہ "کدعہ" اصل میں "قادیان" کا عربی نام ہے۔ اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ روایت سرے سے قابل اعتبار ہی نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ہے: "عبدالوہاب بن ضحاک حمصی" اس کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

☆ امام بخاریؒ نے فرمایا: وہ عجیب قسم کی روایات بیان کیا کرتا تھا۔

☆ امام ابوداودؒ نے فرمایا: یہ روایتیں گھڑا کرتا تھا، میں نے خود اسے دیکھا ہے۔

☆ امام نسائیؒ نے فرمایا: یہ ثقہ نہیں ہے، اسے ترک کردیا گیا ہے (متروک ہے)۔

☆ امام عقیلیؒ، امام دارقطنیؒ اور امام بیہقیؒ نے فرمایا: یہ متروک راوی ہے۔

☆ امام صالح بن محمد الحافظ نے فرمایا: منکر الحدیث ہے، اس کی زیادہ تر حدیثیں جھوٹی ہیں۔

☆ امام ابن حبانؒ نے فرمایا: یہ حدیثیں چوری کیا کرتا تھا، اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں۔

☆ امام ابن ابی حاتمؒ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔

☆ امام حاکمؒ اور ابونعیمؒ نے فرمایا: یہ موضوع حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔

(تہذیب التہذیب، جلد 2، صفحہ 637)

تو یہ ہے ہندوستانی مہدی مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی کا ایک نمونہ اور اس کی پیش کردہ "حدیث صحیح" کا حال۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نا پختہ ذہانت سے غباوت اچھی
بگڑی ہوئی عقل سے حماقت اچھی

(جاری ہے)

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس حیدر آباد

مولانا قاضی احسان احمد

حضور نبی کریم ﷺ اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نیا نبی نہیں آئے گا۔ اسلامی دنیا میں اس عقیدہ کو عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی کثیر آیات مبارکہ، حضور اکرم ﷺ کی سینکڑوں احادیث طیبہ، آثار صحابہ، اجماع صحابہؓ، تعامل امت اور عقل اور شعور، یہ تمام دلائل امت مسلمہ کے موقف کو ثابت کرنے کے لئے اظہر من الشمس ہیں۔ اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے سوا چودہ سو سال سے امت متفق اور متحد چلی آرہی ہے۔ کبھی بھی کسی دور میں امت اس عقیدہ سے متعلق دو رائے کا شکار نہیں ہوئی۔ کسی بھی دور میں امت کے ذہن میں خلفشار پیدا نہیں ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں یا نہیں! بلکہ اتحاد واتفاق سے ہمہ وقت یہی ورد زبان رہا کہ آپ پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

اسی عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والوں میں ایک جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جانی اور پہچانی جاتی ہے، جسے اللہ پروردگار عالم نے پورے عالم میں کامل شہرت اور مقبولیت نصیب فرمائی ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ امیر اول بنے، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ امیر دوم اور امیر ثالث مولانا محمد علی جالندھری ؒ اور اسی طرح بالترتیب مولانا لال حسین اختر ؒ فاتح قادیان، مولانا محمد حیات ؒ، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ، خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد ؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی ؒ اور اب حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ جیسی نابغہ روزگار شخصیت جماعت کی امارت کے منصب پر فائز ہیں۔

جماعت کو رب کریم نے مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ اور قادیانیت سے قبول اسلام کا بہت ہی مقبول اور عام ذریعہ بنایا ہے۔ جماعت کے مبلغین جو پورے ملک میں ہمہ وقت تحفظ ناموس رسالت، تاج ختم نبوت کی حفاظت اور اسلام کی سربلندی کا جذبہ وایثار لے کر پھرتے ہیں، کا سہ ماہی اجلاس مرکزی دفتر ملتان منعقد ہوا، جس میں جملہ جماعتی امور کے علاوہ ملک عزیز پاکستان کے مختلف شہروں میں ڈویژن کی سطح پر تحفظ ختم نبوت کانفرنسز کا اہتمام کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ گذشتہ سہ ماہی میں فیصل آباد، صوابی، مردان، قصور، حیدرآباد اور دیگر اہم شہروں میں کانفرنس کے انعقاد کی منظوری ہوئی۔ تاریخیں طے کی گئیں۔ مقررین کا انتخاب، کچھ مرکز کچھ مقامی جماعت کے احباب کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ چنانچہ ۲۴؍اپریل بروز جمعہ حیدرآباد میں عظیم الشان فقید المثال تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی منظوری دی گئی اور مقررین قائدین کی سطح تک بلانے کا بھی اہتمام کیا گیا۔

چنانچہ ملتان اجلاس سے فارغ ہونے کے بعد حیدرآباد کے نوجوان فعال اور مستعد مبلغ مولانا توصیف احمد نے حیدرآباد کے تمام جید علماء کرام، مہتممین حضرات، سیاسی ومذہبی جماعتوں کے قائدین کا ایک بھرپور نمائندہ اجلاس ۶؍فروری ۲۰۱۵ء، تین بجے بمقام دفتر ختم نبوت آٹو بھان روڈ بلایا۔ الحمدللہ! مجلس کی دعوت پر بہت کثیر تعداد میں علماء کرام جمع ہوئے۔ مجلس کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور راقم الحروف بطور خاص اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ چنانچہ تلاوت کلام پاک کے بعد راقم الحروف نے اجلاس کی تفصیلی غرض وغایت اور اہمیت حاضرین مجلس کے سامنے پیش کی اور کانفرنس کے انعقاد کی منظوری سے متعلق دفتر مرکزیہ کی کارروائی حاضر خدمت کی۔ تمام احباب اجلاس نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اپنی اپنی مختصر قیمتی آراء سے آگاہ فرمایا۔

تاریخ مرکز سے طے ہو چکی تھی۔ جگہ اور خطباء کرام سے متعلق بھی کافی حد تک امور طے ہو چکے تھے۔ تاہم مقامی علماء وخطباء کی مزید مشاورت سے تمام جماعتوں کے مرکزی قائدین کو مدعو کرنے پر اتفاق ہوا۔ مختلف کمیٹیاں (رابطہ کمیٹی، اسٹیج کمیٹی، پنڈال کمیٹی، سیکورٹی کمیٹی) تشکیل دی گئی۔ مختلف افراد پر مشتمل جماعتیں بنائی گئیں۔ ہر طرف ایک عجب سماں تھا۔ تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ جمعیت علماء اسلام (ف)، جمعیت علماء اسلام (س) عالمی اتحاد اہل سنت، اہل سنت والجماعت، وفاق المدارس اور اسی طرح دیگر دینی وسیاسی جماعتوں کے احباب نے اپنی طرف سے کانفرنس کی کامیابی کے لئے محنت شروع کی۔ مختلف

علاقوں میں اجلاس، میٹنگ، بیانات جمعہ، جلسے وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ لگ بھگ کوئی دو مہینے حیدرآباد شہر، کوٹری، جامشورو، خیاری، سجاول، ٹھٹھہ، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو آدم، سانگھڑ، شہداد پور، ٹنڈو الہ یار، ہالا، میرپور خاص، تھرپارکر، نواب شاہ، گولارچی، بدین، ماتلی، سکرنڈ، دریاخان اور دیگر علاقوں میں آواز لگانے کے لئے علماء کرام کی ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ چنانچہ ان تمام علاقوں میں مقامی علماء کرام، مبلغین مولانا محمد علی صدیقی، مولانا مختار احمد، مولانا تجمل حسین، مولانا توصیف احمد نے خوب محنت کی اور جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات ایک کیا۔ انتظامیہ سے رابطہ، اجازت، اشتہار، پینافلیکس، اسٹیکرز، بینرز، غرضیکہ جتنے ذرائع تشہیر کے استعمال لانے ممکن تھے وہ سب اختیار کئے گئے اور کانفرنس کی تیاری زور وشور سے شروع کردی گئی۔ چنانچہ کانفرنس کے لئے ۱۸ فروری کوٹری، ۲۵ فروری خیاری اور ۲۷ فروری جامشورو میں بھرپور اجلاس ہوئے۔ درجن سے زائد میٹنگ اور ۱۰۰ سے زائد پروگرام ہوئے۔ مبلغین ختم نبوت نے مساجد میں دروس دیئے۔

مورخہ ۲۳ اپریل کو حیدرآباد شہر کے مختلف علاقوں میں کانفرنس کی صدا کو مزید مضبوط کرنے کے لئے تشہیری کیمپ میانی روڈ، حیدر چوک اور نسیم نگر چوک پر لگائے گئے۔ جہاں اعلانات کے ذریعہ لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ ختم نبوت زندہ باد کی صدائے بازگشت سے حیدرآباد کے در و دیوار، کوچہ و بازار، گلی گلی، محلہ محلہ گونج اٹھا اور پھر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ۲۴ اپریل بروز جمعہ کا دن آیا۔ جلسہ گاہ حیدرآباد کی مشہور ومعروف جگہ میانی روڈ طے تھی جو کسی وقت اہل حق کی آواز کا مرکز ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ پھر چراغ مسجد سے متصل میانی روڈ کو آواز حق سے گرمانے کے لئے پروگرام طے کیا گیا۔ چنانچہ مغرب کی نماز سے قبل میانی روڈ کو خوبصورت لائٹنگ کے ذریعہ آراستہ کیا گیا۔ ساؤنڈ سسٹم لگا کر قرآن کی آواز کو بلند و بالا کیا گیا۔

تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ نعت پیش کی گئی۔ اس کے بعد علماء کرام کے بیانات شروع ہوئے۔ عالمی مجلس کے مبلغین نے اپنے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ وفاق المدارس العربیہ سندھ کی نمائندگی مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن آرائیں نے کی۔ مختلف اوقات میں قرارداد پیش کرنے کے لئے جمعیت علماء اسلام (ف) حیدرآباد کے امیر مولانا تاج محمد ناہیوں، مولانا مفتی حبیب اللہ، قاری محمد کامران احمد، جمعیت علماء اسلام (س) کے حافظ محمد ارمان چوہان تشریف لائے اور قرارداد پیش کی۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا حکیم محمد اختر ؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب کے صاحبزادہ جناب مولانا محمد ابراہیم نے بطور خاص شرکت کی اور اپنے اسلاف کی روایات کے مطابق خوب دل کھول کر عقیدہ ختم نبوت اور جماعت کی مساعی کو داد و تحسین پیش کیا۔

کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا محمد ابراہیم، راقم الحروف، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا سیف الرحمن، مولانا امیر عبداللہ فاروقی، عبدالوحید قریشی، ناظم علی آرائیں، مولانا مختار احمد، مولانا تجمل حسین اور مولانا عبدالحئی کے بیانات ہوئے۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے عقیدہ ختم نبوت، اسلام کی سربلندی اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی پر مفصل خطاب فرمایا اور مسلمانوں کے دلوں کو جذبہ عشق رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خوب تیار کیا۔ مولانا نے کہا کہ ہماری یہ مساعی زندگی کے آخری سانس تک جاری رہے گی۔ جب تک ایک بھی گستاخ رسول قادیانی موجود ہے ہم اس کا مقابلہ کریں گے اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے شر اور کفر سے بچاتے رہیں گے۔ مولانا نے عوام الناس کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ دین ہمیشہ رہنے کے لئے آیا ہے اور ہمیشہ رہے گا (ان شاء اللہ!) اس دین کو مٹانے والے سارے مٹ گئے۔ خاک میں مل گئے۔ ان کا نام ونشان نہیں رہا۔ مگر دین اور پیغمبر اسلام کی ناموس کی حفاظت کرنے والے آج بھی اپنے قد کاٹھ کے ساتھ کھڑے ہیں اور کھڑے رہیں گے۔

راقم الحروف کو بھی مختصر بیان کا موقع ملا، جس میں تمام حاضرین مجلس سے عہد لیا کہ وہ عملی میدان میں ختم نبوت کا کام کریں گے اور اپنے اپنے علاقہ میں جماعت کی تشکیل کا عمل کریں گے۔ پروگرام کے آخری مقرر وکیل احناف، حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب تھے، جنہوں نے اپنے مخصوص انداز میں قریباً ایک گھنٹہ خطاب فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر مفصل گفتگو کرتے ہوئے وکیل ناموس رسالت کا بین ثبوت پیش کیا۔ مولانا نے کہا کہ ہمارا ایمان کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پر ہے۔ اس کلمہ کے دو جز ہیں: ایک ”لا الہ الا اللہ“ اور دوسرا ”محمد رسول اللہ۔“ اس کلمہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد کسی قسم کا نیا نبی نہیں بنایا جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ پر نبوت اور رسالت کا منصب ختم ہوجانے کے بعد یہ سوچنا کہ کوئی اور نبی بھی آسکتا ہے یہ عین کفر ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

کانفرنس کی کامیابی اور کامرانی کے لئے تمام مسلمانوں نے دل کھول کر حصہ لیا۔ چراغ مسجد جو کانفرنس کا مرکز تھی، کے نمازیوں اور اہل محلہ نے اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے لئے دن رات محنت کی۔ علماء، طلباء، مدارس ومساجد، اسکول اور کالج کے

مسلمانوں نے دن رات خوب محنت کی۔ خصوصاً مولانا عبدالسلام قریشی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد، ڈاکٹر سیف الرحمٰن، مولانا تاج محمد ناھیوں، قاری عبدالرشید، مفتی حبیب اللہ، بھائی اعظم جانگیری، حافظ خالد حسن، مولانا ضیاء الرحمٰن، قاری محمد اعظم، حافظ محمد ارمان چوہان، قاری عبدالواحد، قاری سعداللہ، قاری عبدالغفار شاکر اور بہت سارے قابل ذکر حضرات قابل صد ستائش ہیں۔ جن دوستوں نے کام کیا اور ان کا نام اس تحریر میں آیا، وہ سب بھی اور وہ احباب جن کا نام اس تحریر میں نہیں آیا وہ، اللہ کے ہاں مکمل اجر کے مستحق ہیں۔ رب کریم ان تمام احباب کو بہت بہت جزاء اور قبولیت نصیب فرمائے جنہوں نے دامے درمے قدمے سخنے تعاون کیا۔ کانفرنس میں مدرسہ الحسینیہ شہداد پور کے شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم صاحب تشریف لائے اور خوب سرپرستی فرمائی۔ مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن اور مولانا محمد راشد مدنی شروع سے آخر تک بھرپور انداز میں شریک ہوئے۔

کانفرنس میں حکومت سے اہم ترین مطالبات کئے گئے جن میں ملک عزیز پاکستان کی سالمیت اور خارجہ و داخلہ پالیسی پر سنجیدہ، اسلامی ذہن رکھنے والے افراد کا تقرر، پاکستان کو صحیح اسلامی ریاست بنانے کی فکر، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے فارغ کرنے، شیزان کی مشروبات کو قومی اداروں سے نکالنے، ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرنے اور ریاض احمد گوہرشاہی اور اس کی نام نہاد جماعت انجمن سرفروشان اسلام اور المہدی فاؤنڈیشن پر پابندی جیسے اہم مطالبات پیش کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مجلس کے اس پروگرام کو اور اس جیسے بیسیوں پروگراموں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہم سب مسلمانوں کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین! ☆☆

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

صبح ازل کا مہر درخشاں صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ برحق شارح قرآں صلی اللہ علیہ وسلم
نور ہدایت ختم رسالت آیۂ رحمت مہر نبوت
حاصل دنیا حاصل ایماں صلی اللہ علیہ وسلم
(اسماعیل خان)

ہادیٔ برحق محسن انساں صلی اللہ علیہ وسلم
اسم محمد کیوں نہ ہو عنواں صلی اللہ علیہ وسلم
سر پر ہے تاج ختم نبوت زیر قدم کونین کی دولت
نام ہے جس کا حرز دل و جاں صلی اللہ علیہ وسلم
(راغب مرادآبادی)

صاحب تاج ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
صدر نشین بزمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
درسِ فرماں اس کا نوع بشر پر احسان اس کا
امن و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم
(روش صدیقی)

اصل فروغ نسل آدم صلی اللہ علیہ وسلم
رونق بزم ہستی عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سرور عالم ختم رسولاں ہادیٔ دوراں مخزن عرفاں
ذات گرامی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
(سحر گیاوی)

رہبر کامل ہادیٔ دوراں صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی محبت حاصل ایماں صلی اللہ علیہ وسلم
واقف ان سے غار حرا ہے شاہد ان کا کوہ صفا ہے
مرسل خاتم حامل قرآں صلی اللہ علیہ وسلم
(سید سلیم گیلانی)

رحمت داور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
خلق کے یاور خلق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
بحر ہدایت کان سخاوت، گنج سعادت مہر رسالت
رہبر اعظم مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
(غلام شبیر بخاری)

ولادت ہوئی شاہِ کونین کی
گھڑی آ گئی امن کی چین کی
صحائف میں جس کا ہے ذکر حسین
وہ رحمت لقب خاتم المرسلین
(حافظ لدھیانوی)

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۲۹

مسعود ساجد

اس کے علاوہ ایک قرارداد ۳۷ ارکان نے پیش کی، جس کا متن یہ ہے:

"ہرگاہ کہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد نے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ہرگاہ کہ مرزا غلام احمد کا جھوٹا دعویٰ نبوت، کئی قرآنی آیات کی غلط تاویل کرنے کی کوشش اور جہاد منسوخ کرنے کی کوشش، یہ سب باتیں اسلام کے بنیادی اصولوں کے ساتھ دغا اور فریب ہے۔ ہرگاہ کہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) سراسر سامراج کا پیدا کردہ تھا، جس کا واحد مقصد اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اسلام کو بدنام کرنا تھا۔ ہرگاہ کہ تمام ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ اسے نبی مانتے ہوں یا کسی اور شکل میں بھی مذہبی رہنما یا مصلح تصور کرتے ہوں، تمام کے تمام دائرہ اسلام سے خارج ہوں۔ ہرگاہ کہ اس کے پیروکار خواہ کسی بھی نام سے جانے جاتے ہوں، سب کے سب اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہوئے ملک کے اندر اور ملک سے باہر تخریب کاری میں ملوث ہورہے ہیں۔ ہرگاہ کہ ۶ تا ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو مکہ مکرمہ میں ورلڈ مسلم آرگنائزیشن کی کانفرنس جو کہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت منعقد ہوئی اور جس میں تمام دنیا کی ۱۴۰ تنظیموں نے حصہ لیا، اس کانفرنس نے متفقہ طور پر اعلان کیا کہ قادیانیت اسلام اور تمام عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو کہ محض جھوٹ اور فریب سے اپنے کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتی ہے۔

چنانچہ یہ اسمبلی یہ اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ کسی نام سے پکارے جاتے ہوں، مسلمان نہیں ہیں، اور یہ کہ اس اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو قانونی طور پر نافذ کرنے کے لئے آئین پاکستان میں ضروری ترامیم کی جاسکیں اور ان (قادیانیوں) کے جائز قانونی حقوق کو بطور غیر مسلم اقلیت کے تحفظ دیا جاسکے۔"

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں قادیانیوں کے دونوں گروہوں کے سربراہوں پر جرح کی تکمیل کے بعد اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار کے خطاب کو ضبط تحریر میں لانے اور ان کے خطاب کی مزید تفصیل قارئین کے سامنے لانے سے قبل ایک اہم بات کا تذکرہ ضروری ہے، جیسا کہ اٹارنی جنرل نے اپنے خطاب کے آغاز میں یہ بات واضح کی کہ ان کی حیثیت ایک وکیل کی ہے اور اٹارنی جنرل کے منصب کا یہ تقاضا ہے کہ وہ کسی کی مخالفت اور موافقت کے بغیر مسئلے کے تمام پہلوؤں کو کمیٹی کے سامنے پیش کرے، کیونکہ اس کمیٹی اور ایوان کی حیثیت ایک منصف کی ہے، جسے ساری کارروائی سننے کے بعد کوئی بھی فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ جہاں تک جناب یحییٰ بختیار کا تعلق ہے، انہوں نے پوری صلاحیتوں اور قانونی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے قادیانیوں کے دونوں گروہوں سے جرح کی۔ یہ حقیقت بھی قارئین کے علم میں آنی چاہئے کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی جو منصب عدل پر فائز تھی، اس نے پورے تحمل، سنجیدگی اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق اس دیرینہ مقدمے کی سماعت کی اور مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کو پورا موقع فراہم کیا کہ وہ اپنا موقف پوری آزادی، اچھے ماحول اور کسی دباؤ کے بغیر پیش کریں اور اپنے عقائد کا اظہار کریں۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ربوہ کا مرزا ناصر ہو یا لاہوری گروپ کے صدر الدین یا مرزا مسعود بیگ یا عبدالمنان عمر سب نے فاضل منصفین کے رویے، برتاؤ اور اخلاق پر ان کا شکریہ ادا کیا اور جرح کے بعد اس اعتراف کے ساتھ رخصت ہوئے کہ معزز ارکان اور محترم یحییٰ بختیار نے ان کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ اتنے اہم مسئلے اور پوری امت مسلمہ کے سینے میں نوآبادیاتی آقاؤں نے جو تیر پیوست کیا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان جس کے سبب ایک کرب میں مبتلا ہیں، اس سے نجات کی خاطر خصوصی کمیٹی کی صورت میں جو عدلیہ تشکیل دی گئی، اس کے ارکان نے جس ضبط اور اعلیٰ ظرفی کے ساتھ اس مقدمہ کی سماعت کی، وہ اسلام کے نظام عدل کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر آنی چاہئے کہ اس وسیع تر عدالت کے معزز ججوں نے جن میں دینی علوم کے نابغہ روزگار ہستیاں بھی تھیں، آئینی امور کے ماہرین بھی تھے اور سیاست کے نامور لوگ بھی تھے، دوران سماعت روایتی انداز میں ریمارکس بھی دیئے اور اپنی آبزرویشن کا اظہار بھی کیا اور بعض جگہ گواہوں کے بیانات میں تضاد کی نشاندہی بھی کی، تاہم وضعداری اور انصاف کے تقاضوں اور گواہوں کے حقوق کے تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا۔

اب چلتے ہیں محترم یحییٰ بختیار کے خطاب کی

جانب۔ محترم اٹارنی جنرل نے اپنے خطاب میں یاد دہانی کرائی کہ ’’خصوصی کمیٹی جسے اس مسئلے پر اپنا فیصلہ دینا ہے، اس کے سامنے ایک تحریک اور ایک قرارداد ہے، ان کا تعلق آئینی ترامیم سے ہے، یہی دو دستاویزات ہیں جو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں اور انہی دستاویزات کی بناء پر احمدیہ جماعت نے اپنے جوابات اور عرض داشتیں پیش کی ہیں اور ربوہ اور لاہوری قادیانیوں سے انہی دستاویزات کی بنیاد پر جرح کی گئی اور میں اپنی گزارشات کو ان دو دستاویزات تک محدود رکھوں گا، تاہم کمیٹی، جو دوسری ریزولیشنز ایوان میں موجود ہیں، ان پر کارروائی کا پورا اختیار رکھتی ہے، جس مرحلے پر چاہے ان پر کارروائی کا اختیار رکھتی ہے، پیشتر ازیں کہ اس ضابطے پر بات کروں جو ان دستاویزات پر غور کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے، اگر میں بے باکی سے اپنی گزارشات پیش کروں تو اس کا غلط مطلب نہیں لیا جائے گا۔ آغاز میں جو تحریک وزیر قانون نے پیش کی، اس کے الفاظ یہ ہیں ’’دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا، جو حضرت محمدؐ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو‘‘ ’’اسلام کے اندر حیثیت اور حقیقت پر بحث کرنا‘‘ اگر ایوان کی رائے یہ ہو کہ جو لوگ حضرت محمدؐ کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، وہ مسلمان نہیں ہیں تو ایسے لوگوں کا اسلام سے تعلق واسطہ نہیں، تحریک بذات خود اپنے اندر تضاد رکھتی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ ’’اسلام میں یا اسلام کے حوالے سے بحث کرنا‘‘ تو بات سمجھ میں آسکتی ہے، لیکن یہ کہنا کہ ’’اسلام میں حیثیت یا مقام‘‘ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ تضاد ہے، جو زیادہ اہم نہ بھی ہو، مگر آپ کے نوٹس میں لانا میرا فرض ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسلام میں ان کی کیا حیثیت ہے! ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے حوالے سے ان کی کیا حیثیت ہے۔ جو قرارداد ۳۷ ارکان نے ایوان میں پیش کی نہایت ادب کے ساتھ اس میں بھی تضاد ہے، معزز ارکان نوٹ کریں کہ ایک جگہ کہا گیا ہے کہ

’’ہرگاہ مرزا غلام احمد سامراج کا پیدا کردہ تھا، جس کا واحد مقصد اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اسلام کو بدنام کرنا تھا۔‘‘

پھر آگے چل کر کہا گیا ہے:

’’ہرگاہ ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والے خواہ وہ اسے نبی مانتے ہوں یا مذہبی رہنما یا مصلح تصور کرتے ہوں، اسلام کے دائرے سے خارج ہیں۔‘‘

پھر آگے چل کر کہا گیا ہے:

’’مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ کسی نام سے پکارے جاتے ہوں، سب کے سب اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہوئے ملک کے اندر اور ملک کے باہر تخریب کاری میں ملوث ہو رہے ہیں۔‘‘

یہ سب درست ہے، مگر اس کے بعد مطالبہ ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دو، یعنی غیر مسلم مذہبی اقلیت اور آئین میں ترمیم کرو اور ان کے جائز قانونی حقوق کا تحفظ کرو، کیا آپ تخریب کاری کو دوام دینا چاہتے ہیں؟ کیا آپ ان چیزوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں، جن کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا ہے؟ یہ ایک ایسا تضاد ہے، جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ انہیں اقلیت قرار دو، ایک الگ اکائی بناؤ۔ جب آپ ایسا کرتے ہیں تو ان کے حقوق کا تحفظ کرنا ہوگا، اس کے بغیر چارہ نہیں، اقلیت کے حقوق کے تحفظ کی بات قابل تعریف ہے۔ قادیانیوں کی تخریب کاری کیا ہے؟ تحفظ اور مذمت ایک ساتھ نہیں چل سکتی، چنانچہ دستاویزات (تحریک اور قرارداد) کی روشنی میں جن متنازعہ امور کا فیصلہ کرنا ہے، وہ یہ ہیں: (۱) کیا مرزا غلام احمد نے دعوائے نبوت کیا تھا؟ (۲) اس دعوے کے اسلام میں یا اسلام کے حوالے سے کیا مضمرات ہیں؟ میں نے اسلام میں اور اسلام کے حوالے سے دونوں کا ذکر کیا ہے۔ (۳) ختم نبوت کا مطلب یا تصور کیا ہے؟ جب ہم خاتم النبیین کہتے ہیں تو ہمارا کیا مطلب ہوتا ہے؟ (۴) کیا ملت اسلامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار جو اسے نبی یا مسیح موعود مانتے ہیں یا دونوں حیثیتوں سے مانتے ہیں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں؟ (۵) کیا مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار ایسے مسلمان کو جو مرزا غلام احمد کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتے، کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں؟ (۶) کیا مرزا غلام احمد نے ایک علیحدہ مذہبی جماعت کی بنیاد رکھی، جو دائرۂ اسلام سے باہر ہے یا یہ کہ اس نے اسلام کے اندر ہی نئے فرقے کا آغاز کیا؟ (۷) اگر اس نے الگ مذہبی جماعت کی بنیاد رکھی تو ایسی جماعت کا اسلام کے حوالے سے کیا مقام یا حیثیت ہوگی اور آئین کے مطابق اس جماعت کے حقوق کیا ہوں گے؟

اب میں مختصراً ان واقعات کا ذکر کروں گا، جو قرارداد اور تحریک کے دن سے رونما ہوئے۔ یہ قرارداد اور تحریک ۳۰؍ جون ۷۴ء کو پیش کی گئی۔ ان کے شائع ہونے کے بعد مرزا غلام احمد کے ماننے والے دو گروپوں کی طرف سے دو یادداشتیں داخل کی گئیں۔ اس کے بعد دونوں گروپوں کے نمائندوں کو بلایا گیا کہ وہ حلف لینے کے بعد اپنے بیانات اور یادداشتوں کو پڑھ کر سنائیں۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے زبانی بیان دینے کی خواہش کا اظہار کیا تھا تاکہ وہ اپنا نقطۂ نظر زیادہ واضح کرسکیں۔ ایوان نے اسٹیئرنگ کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ سوالات وصول کرلے اور ان کا تجزیہ کرے۔ اس مقصد کے لئے مجھے ہدایت کی گئی کہ میں ۲۱؍ جولائی ۷۴ء سے اسلام آباد میں موجود رہوں۔ اسٹیئرنگ کمیٹی نے ایک بیٹھک میں سوالات کی جانچ

پڑتال کر لی، حالانکہ سوالات سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ مرزا ناصر کی سربراہی میں احمدیہ جماعت کا بیان ۵؍اگست سے ۱۰؍اگست تک ہوا۔ دس یوم کے وقفے کے بعد مرزا ناصر کا مزید بیان ۲۰؍اگست سے ۲۴؍اگست تک ہوا۔ اس کے بعد دوسرے گروہ کے سربراہ صدرالدین کا بیان ہوا۔ یہ صاحب بہت ضعیف تھے اور ان کی قوت سماعت کم تھی۔ اس لئے ان کا بیان عبدالمنان عمر کے وسیلے سے ہوا۔ یہ بیان دو دن جاری رہا۔ بیان کی کم مدت کی وجہ کسی قسم کے امتیاز کے سبب نہ تھی، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے حقائق، دستاویزات اور مرزا غلام احمد کی تحریریں، پہلے گروپ کے بیانات میں ریکارڈ پر آ چکے تھے، اس لئے دوسرے گروپ سے مزید تفصیلات جاننے کی ضرورت نہ تھی۔

جہاں تک پہلے متنازعہ امر کا تعلق ہے، یعنی مرزا غلام احمد نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں؟ اس سلسلے میں مرزا غلام احمد کی زندگی، تصانیف اور احمدیہ تحریک کے بارے میں مختصر ذکر سود مند ہوگا۔ یوں میں پہلے متنازعہ امر کا احاطہ کروں گا، اس کے لئے مرزا غلام احمد کی زندگی کے مختصر حالات بیان کرنا ضروری ہے۔

مرزا غلام احمد ۱۳؍فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ان کے استادوں میں فضل الٰہی، فضل احمد اور گل محمد جن سے مرزا غلام احمد نے فارسی، عربی اور دینیات کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور علم طب اپنے والد سے حاصل کیا۔ مرزا شروع سے اسلام کا درد رکھتے تھے اور دنیا سے کنارہ کش تھے۔ یہ شعر بھی مرزا سے منسوب ہے:

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم، درد بستان محمدؐ

مرزا غلام احمد نے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں سے ۱۸۷۶ء میں مناظرے اور مباحثے بھی کئے۔ ۱۸۸۴ء میں "براہین احمدیہ" نامی کتاب کی اشاعت کی، جو قرآن کریم، نبی کریمؐ اور اسلام کی تائید میں ایک بے نظیر کتاب مانی گئی۔ ۱۸۸۹ء میں مرزا نے بیعت کا آغاز کیا۔ ۱۸۹۱ء میں خدا تعالیٰ سے "الہام" پا کر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرزا کی تصانیف کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے۔ عربی، فارسی اور اردو میں مرزا کا منظوم کلام بھی ہے۔ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ ملک کے اخبارات اور رسالوں نے مرزا کی خدمات کا پرزور الفاظ میں اعتراف کیا۔ مرزا کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ اس وقت (۷۴ء میں) مرزا کے خاندان کے افراد کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔ مرزا کی زندگی کی کچھ اور تفصیلات بیان کروں گا، جو مجھے دستاویزات کے مطالعے سے حاصل ہوئیں۔ مرزا غلام احمد کا تعلق پنجاب کے مغل خاندان سے تھا، جو بابر کے دور میں سمرقند سے ہندوستان آیا۔ اس خاندان کے پہلے فرد کا نام مرزا ہادی بیگ تھا۔" انگریز مصنف لیپل گرفن کی کتاب کے حوالے سے محترم یحییٰ بختیار نے ایوان کو بتایا "مرزا ہادی بیگ کو قادیان کے گرد ستر دیہات پر قاضی یا مجسٹریٹ تعینات کیا گیا۔ قادیان جسے ہادی بیگ نے آباد کیا، اس کا پہلا نام اسلام پور قاضی تھا، جو بعد میں قادیان ہو گیا۔ کئی نسلوں تک یہ خاندان اسی عہدے پر رہا۔ جب سکھوں کی حکومت آئی تو یہ خاندان غربت کا شکار ہو گیا۔" اس کے بعد ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے حوالے سے جسٹس منیر کی رپورٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے رپورٹ سے ایک اقتباس پڑھا، جس میں کہا گیا ہے کہ "مرزا غلام مرتضیٰ جو سکھ دربار کا جرنیل بھی تھا، مرزا غلام احمد اس کا پوتا تھا، جس نے فارسی، عربی کی تعلیم گھر پر حاصل کی، مگر مغربی تعلیم حاصل نہ کی، ۱۸۶۴ء میں اس نے ضلع کچہری سیالکوٹ میں چار سال ملازمت میں گزارے اور باپ کی وفات کے بعد مذہبی ادب کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ۸۰۔۸۴ء کے درمیان "براہین احمدیہ" لکھی۔"

محترم یحییٰ بختیار کا کہنا تھا کہ جسٹس منیر کا یہ کہنا درست نہیں کہ مرزا غلام احمد، مرزا مرتضیٰ کا پوتا تھا، کیونکہ بقول مرزا ناصر، غلام مرتضیٰ اس کے باپ کا نام تھا۔ ایوان میں مرزا ناصر کا کہنا تھا کہ ۱۸۶۰ء۔۸۰ء کے درمیان انگریز، پادریوں کی فوج (بڑی تعداد) ہندوستان لائے، جس کے باعث شدید قسم کے مناظرے شروع ہو گئے۔ ان پادریوں نے اعلان کیا کہ ہندوستان کے سارے مسلمانوں کو عیسائی بنا دیں گے۔ اس یلغار کو روکنے کے لئے جو لوگ آگے بڑھے، ان میں نواب صادق حسن خان، مولوی آل حسن، مولوی رحمت اللہ مہاجر دہلوی، امام احمد رضا اور غلام احمد شامل تھے۔ مرزا غلام احمد نے عیسائیوں کے ساتھ مناظروں میں جو طریقے اختیار کئے، ان میں بعض طریقے نامناسب اور قابل اعتراض بھی تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی گئی۔ یہ نہ صرف آج بلکہ اس دور میں بھی علماء اور عام مسلمانوں نے اعتراضات کئے اور مرزا غلام احمد کو بار بار وضاحت کرنا پڑی۔ یہی وہ مقام تھا کہ مرزا نے اپنے پیروکاروں سے بیعت لینے کا فیصلہ کیا۔ وہ "براہین احمدیہ" میں پہلے ہی ذکر کر چکا تھا کہ اس کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہے اور اسے الہامی پیغامات موصول ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی میں ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ایک سنگین اعتراض یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ اور احمدیہ تحریک کا آغاز انگریزوں کے ایما اور مشورے پر کیا۔ اس بات کا ذکر قرارداد میں بھی ہے، بلکہ بہت سے علمی ادب پاروں میں بھی ذکر ملتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا شوشا اس وقت چھوڑا، جب سوڈان سے لے کر سماٹرا تک بیرونی سامراج کے خلاف اعلان جہاد ہوا اور یہ سب کچھ انگریزوں نے جہاد کو روکنے کے لئے کیا اور مرزا غلام احمد کی خدمات سے فائدہ اٹھایا۔ یہ پہلو بھی آپ کی توجہ چاہتا ہے۔ (جاری ہے)

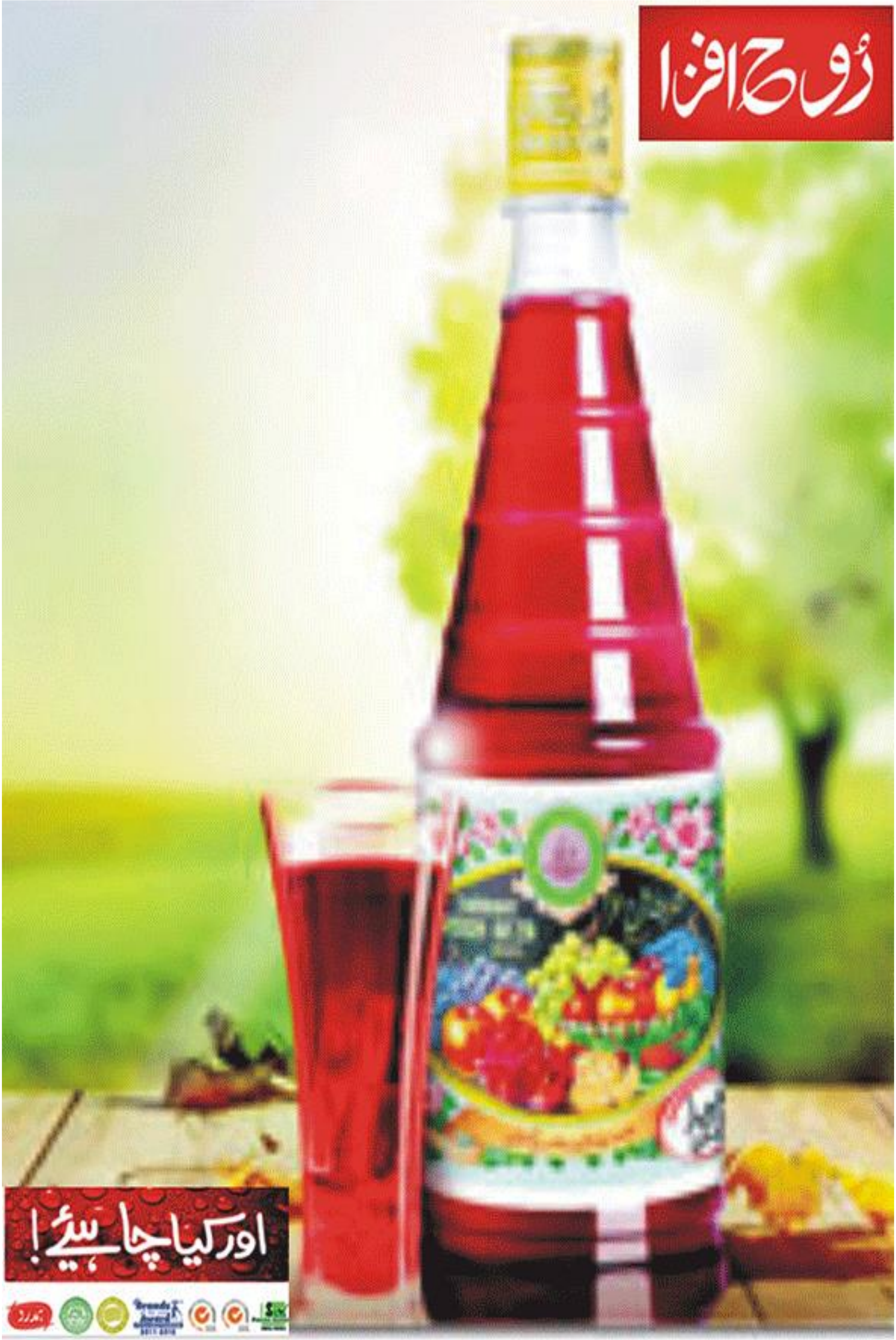
رُوح افزا
اور کیا چاہیئے!

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

دسویں قسط

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

”غثاء أحوی“ کا غلط ترجمہ

سورۂ اعلیٰ کی دو آیات کا ترجمہ بھی غامدی صاحب نے غلط لکھا ہے، وہ دو آیات یہ ہیں:

”اَلَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی، فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی۔“ (سورۂ اعلیٰ:۴-۵)

غامدی صاحب نے ان آیات کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: ”اور جس نے سبزہ نکالا، پھر اسے گھنا سرسبز و شاداب بنا دیا۔“ (البیان:۱۹۵)

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ان آیات کا ترجمہ یہ کیا ہے: ”اور جس نے نکالا چارہ، پھر کر ڈالا اس کو کوڑا کالا۔“ شیخ الہند رحمہ اللہ نے یہ ترجمہ کیا ہے: ”اور جس نے نکالا چارہ، پھر کر ڈالا اس کو کوڑا سیاہ۔“

”شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فارسی میں یوں عمدہ ترجمہ کیا ہے: ”وآنکہ برآورد گیاہ تازہ را، باز ساخت آں را خشک شدہ سیاہ گشتہ۔“ یعنی: ”جس نے تازہ چارہ نکالا، پھر اُسے خشک سیاہ بنا دیا۔“

(بحوالہ ”غامدی مذہب کیا ہے؟“ ص:۶۸)

تبصرہ: غامدی صاحب کے اس غلط ترجمے پر میں کیا تبصرہ کروں؟ ایک طرف اس کے قلم کی مقالہ نگاری کا بلبل چمنستان چار دانگ عالم میں چہک رہا ہے اور دوسری طرف اس کی علمی گراوٹ اتنی پستی میں چلی گئی ہے کہ ہر صاحب علم کا سر شرم کے مارے جھک جاتا ہے۔ کہاں غامدی صاحب کے قلم کا وہ ظاہری کر و فر اور کہاں اس کے علمی مقام کا یہ مکروہ منظر؟ سچ ہے:

بہت شور سنتے تھے ہاتھی کی دم کا
جب ماپ لی تو ایک بالشت نکلی

سورۂ بروج اور غامدی صاحب کی تفسیر و تحریف:

”قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ، النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۔“

یہ سورۂ بروج کی آیت:۴ اور ۵ ہے۔ غامدی صاحب نے اس کا اس طرح عجیب ترجمہ کیا ہے:

”مارے گئے ایندھن بھری آگ کی گھاٹی والے۔“ (البیان:۱۵۷)

غامدی صاحب نے ان آیات کی تفسیر اس طرح کی ہے:

”یہ قریش کے ان فراعنہ کو جہنم کی وعید ہے جو مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے کے لیے ظلم و ستم کا بازار گرم کیے ہوئے تھے، انہیں بتایا گیا ہے کہ وہ اگر اپنی اس روش سے باز نہ آئے تو دوزخ کی اس گھاٹی میں پھینک دیے جائیں گے جو ایندھن سے بھری ہوئی ہے، اس کی آگ نہ کبھی دھیمی ہوگی اور نہ بجھے گی۔“ (البیان:۱۵۷)

تبصرہ: سب سے پہلے غامدی صاحب کے ترجمہ کو دیکھیں جو انہوں نے ایک تحریفی پس منظر کو ذہن میں رکھ کر کیا ہے، جس کا سمجھنا دشوار اور باعث الجھن ہے۔ ترجمہ و تفسیر دونوں ناظرین کے سامنے ہیں، مفسرین میں سے کسی نے ”اَلْاُخْدُوْد“ کا ترجمہ گھاٹی سے نہیں کیا۔ جو ترجمے میرے سامنے ہیں ان میں ”اُخْدُوْد“ کا ترجمہ کھائیاں سے کیا گیا ہے۔ شیخ الہند رحمہ اللہ نے ان آیات کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: ”مارے گئے کھائیاں کھودنے والے، آگ ہے بہت ایندھن والی۔“ (ص:۷۸۵)

اس ترجمہ کے بعد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے مسلم شریف کی ایک لمبی حدیث کا ترجمہ کرکے ان آیات کی تفسیر کا تعین کیا ہے کہ دیگر واقعات کا احتمال بھی ہے، لیکن مسلم شریف اور ترمذی وغیرہ نے جو تفسیر پیش کی ہے، وہ اس غلام کا واقعہ ہے جس کا نام عبداللہ تامر تھا اور جادو سیکھنے کے بجائے راہب پر ایمان لایا اور پھر ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ وقت کے ظالم بادشاہ نے کھائیاں کھود کر اس میں ایندھن بھروا کر آگ میں لوگوں کو ڈالا۔ ”القاموس الوحید“ میں لکھا ہے کہ: ”خَدَّ یَخُدُّ نَصَرَ یَنْصُرُ“ سے ہے، چنانچہ مولانا وحیدالزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ نے اس کے تمام مادوں کو ذکر کیا ہے، ان میں کسی مادہ میں گھاٹی کا ترجمہ نہیں ہے، فرماتے ہیں: ”اَلْاُخْدُوْد“ لمبا گڑھا، خندق، زمین پھاڑنا، زمین کو ہل کے ذریعے سے کھودنا۔“ (القاموس الوحید، ص:۴۱۳)

اب مفسرین ایک طرف جارہے ہیں، اہل لغت ایک طرف جارہے ہیں، احادیث مقدسہ کا نقشہ الگ سمت بتا رہا ہے اور غامدی صاحب ہیں کہ سرپٹ ایک الگ وادی میں گھوم رہے ہیں۔ وہ دیدہ و دانستہ عبداللہ تامر کی کرامت کو چھپا رہے ہیں۔ پھر افسوس اس پر ہے کہ ان کی علمی بنیاد اور قرآن فہمی کا معیار انتہائی کمزور ہے، بابا سعدی نے سچ کہا:

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی!
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

”اے دیہاتی! مجھے خطرہ ہے کہ تم کعبہ نہیں پہنچ سکو گے، کیونکہ تم جس راستے پر جارہے ہو یہ ترکستان کو جا نکلتا ہے۔“

میں نے ابتدا میں لکھا ہے کہ غامدی صاحب اگر کچھ نہ لکھتے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے نہ لکھنے

کا سوال نہ ہوتا اور جب غلط لکھا ہے تو لامحالہ اس کا سوال ہوگا۔ میرے قلم میں غامدی صاحب کے لیے بے شک سختی ہے، اس کی دو وجوہات ہیں: ایک وجہ یہ کہ شاید غامدی صاحب کی وجہ سے جو لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں یا ان کے خاص پیروکار ہیں وہ باز آجائیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ غامدی صاحب کی غلط سوچ اور غفلت کی تہہ اتنی موٹی ہوچکی ہے کہ اس کے کاٹنے کے لیے کسی تیز دھار تلوار کی ضرورت تھی، میرے قلم کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کا تو غامدی صاحب اور ان کے مریدین مذاق اڑائیں گے اور کہیں گے کہ ان کی تحریر کا معیار بلند نہیں ہے۔

میں صاف کہتا ہوں کہ میں نے یہ مضمون تحریر کی بلندی یا پستی کے لیے نہیں لکھا ہے، بلکہ میں نے ایک خطرے کی نشاندہی کی ہے، تاکہ غامدی صاحب بھی اور ان کے پیروکار بھی اس خطرے کے برے انجام سے اپنے آپ کو بچائیں۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ میرے قلم کی سختی کی وجہ یہ بھی ہے جو غامدی صاحب نے فقہاء اور اولیاء وعلماء کے خلاف تیز قلم چلانے کی وجہ اپنی کتاب "برھان" کے دیباچہ میں ایک شعر کی صورت میں لکھی ہے، شعر یہ ہے:

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاق

میرا مقصد قطعاً یہ نہیں کہ میری تحریر اور مضمون کا کوئی جواب دے۔ جواب دینے کی ضرورت بالکل نہیں اور نہ میں کسی کا جواب پڑھوں گا اور نہ جواب الجواب میں پڑوں گا۔ اگر راہ راست پر آنے کی کسی کو فکر ہے تو اس مضمون میں بہت کچھ ہے اور اگر کسی کو کوئی فکر ہی نہیں تو میں صرف یہ کہوں گا:

لاینفع الوعظ قلباً قاسیاً أبداً
وهل يلين بقول الواعظ الحجر

یعنی "سنگ دل انسان کو کبھی بھی نصیحت فائدہ نہیں دیتی ہے اور کیا کسی واعظ کے وعظ سے پتھر نرم ہوسکتا ہے؟"

البتہ میں مایوس نہیں ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تحریر و مضمون کو کسی کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ بنادے:

مسافر راستہ دیکھے نہ دیکھے
چراغ رہ گزر جلتا رہے گا

قرآن عظیم کی آیات کے تراجم اور تفاسیر میں غامدی صاحب نے جو روش اختیار کی ہے، یہ سرسید احمد خان کا طریقہ ہے، جس میں انکار حدیث بھی ہے اور معجزات کا انکار بھی ہے۔ یہ ورثہ سرسید سے حمید الدین فراہی کو ملا اور ان سے امین احسن اصلاحی کو ملا اور ان سے جاوید احمد غامدی صاحب نے لیا۔

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزاء

معجون تسکین دل
دل کے امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجئے

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

نوٹ
مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ
ناصر الدین خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.